الحکم شمارہ نمبر 37 کے صفحات نمبر 11 تا 14

اس سے بہتر حالت میں میسر نہیں ہیں

الحکم قادیان دار الامن و الامان

یکی طرف از الحکم ... (ناخوانا)

Registered No. L 77 تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

نمبر ۳۷ | قادیان دار الامن و الامان - مورخہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۶ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنیکے لیئے ہمنے یہہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود و مسیح کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار ہر ہالی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لیئے یہہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدیا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہماری احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

غرض جان مالک اور خالق کو سپرد کی۔ بعض واصل بحق ہو گئے۔ اور اللہ تعالے نے ان کی جگہہ کام کرنیکے لئے اوروں کو بھیج دیا۔

دن بدن بدظنی کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔ اور اس گروہ قلیل کی محبت دلوں میں بیٹھتی جاتی ہے۔ حضرت مسیح الموعود کی تصنیف کتب جو دوسرے لفظوں میں روح القدس کی تجلی کی شعاعیں ہیں اپنی اپنی روشنی تاریک دلوں پر ڈال رہی ہیں جس جنت کا نمونہ انکو اہل دنیا کو اسی زندگی میں دکھا دیا ہے۔ اُسکے نونہال اپنی مہک سے سلیم دماغوں کو مہکا رہے ہیں۔

وہ دن ہماری نظروں سے دور نہیں ہوئے ہیں جبکہ کل پنجاب واس جماعت اور حسن ظن والوں کو نکالکر، اس امر پر فیصلہ کر چکی تھی کہ یہ شخص اب ذلیل ہو گیا۔ اور اسکے حواری اس سے برگشتہ ہو جاوینگے۔ اور اس نازک حالت میں اس شیر خدا نے ایک للکارتی آواز میں اپنی جماعت کو نوٹس دیا تھا کہ جو میرے ساتھہ پُرخار دشت اور خطرناک جنگل طے کرنیکے لئے طیار نہیں ہے۔ وہ مجھسے الگ ہو جاوے۔ میرا خدا میرے لئے کافی ہے۔ اور اسکے ساتھہ ہی ایک پیشگوئی کی تھی۔ جسکا سرنامہ تھا کہ "ہمارا انجام کیا ہوگا" اور پھر صداقت کو ایک پیچ کے ساتھہ بنظیر دیگر ثابت کیا تھا کہ یہ جماعت پہلیگی اور پہولیگی اور پہیلیگی۔ سو آج ہم اُسکا یہ اشتہار پڑھکر جو مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۸۹۸ء کو نکلا ہے۔ جسمیں لکھا ہے کہ عنقریب اس جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہنچے گی۔ اُس خدا کا شکر کرتے ہیں جسنے ان سب باتوں کو پورا کر دکھایا۔ اور وہ حصہ پیشگوئیوں کا جو ایک گوشۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پورا ہو گیا۔ سچ ہے لا تبدیل لکلمات اللہ۔ سو جسنے آجتک اپنے کمال فضل سے ہمارے قدموں کو چلائے رکھا۔ ہم اسی سے بصد عجز و نیاز آئندہ کی استقامت کی التجا کرتے ہیں کہ اے ہمارے ملجا و ماوا! اے ہمارے دکھوں اور دردوں کی دوا! اے ہماری کمزوریوں کی پناہ! اے ہماری بگڑی کے بنانے والے! اے ہماری مُردہ روحوں پر روح القدس کا آبحیات چھڑکنے والے! تو ہی ہے جسنے ہمیں نیست سے ہست کیا۔ تو ہی ہے کہ رحم مادر میں ہمیں خوراک پہنچاتا تھا۔ تو ہی ہے کہ جب ہم حرکت نہیں کر سکتے تھے تو ایک مادر مہربان عطا کی جو ہمکو دودھ پلاتی تھی۔ تو ہی ہے کہ جسنے پھر قوت اور طاقت عنایت کرکے اس لائق بنایا کہ ہم خود ماں باپ سے چھینکر روٹی کہا لیتے تھے۔ تو ہی ہے کہ جسنے ہمیں پھر تہذیب اور اخلاق کی راہ پر چلایا۔ اور نور علم عطا کیا۔ تو ہی ہے کہ جس نے ہم گمراہوں کو ضلالت کے جنگل میں بھٹکتے پاکر پھر ایک ہادی عطا کیا۔ اُس پر تیرے اسلام! اور تیرے فرشتوں کا سلام!! تو ہی ہے کہ جب جسم کی پرورش کا وقت تھا تو ماں اور باپ کے سپرد کیا تھا۔ اور اب جب روح کی پرورش کا وقت آیا تو ایک روحانی باپ کے سپرد کیا۔ ہمارا جسمانی باپ تو ہمیں ڈرا کر دھمکا کر سکھاتا تھا مارتا بھی تھا۔ مگر یہہ تو دلاسے سے سمجھاتا ہے۔ کوئی ایسی جھڑکی نہیں دیتا کہ جس سے دل ٹوٹ جائے۔ لڑکے ماں باپ کی مار سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ گھر چھوڑ دیتے ہیں مگر اسکا رحم۔ انکی شفقت اسکا خلق تو بھاگے ہوؤں کو موڑ موڑ لاتا ہے۔ چنانچہ اُسکی شان میں فرمایا

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب (الآیة)

تو ہی ہے کہ جسنے سخت آندھیوں میں ہمارے ایمان کے درخت کو اکھڑنے سے بچائے رکھا۔ پس اے مولا! جب تیرا رحم۔ جب تیرا کرم اسطرح ہماری دستگیری کرتا رہا۔ تو کیا ہم آئندہ کے لئے تجھسے مایوس ہو جائیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو گویا سخت کافر ہیں۔ تو ہم پر ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ ہم تیرے کلام پاک کی برکت سے تجھسے تیری راہوں میں استقامت طلب کرتے ہیں۔ تو ہمارے قدموں کو لغزشوں سے محفوظ رکھہ! ہم کو اپنے منعم علیہم بندوں میں سے کر دے! ہمارا خاتمہ بالخیر کر! اور ہمیں ہلاکت کی راہوں سے بچا! اے علیم! اے خبیر! اے سمیع! ہماری دعاؤں کو سُن! اور نبیوں کے سردار محمد مصطفے پر اور اُن کی اولاد اور ازواج اور اہلبیت اور اُن کے دین کے زندہ کرنے والوں پر اپنی برکت اور رحمت اور سلام نازل فرما!!! آمین! آمین!! آمین!!!

عنوان مضمون میں ہمنے جس محکمہ لوکو گنڈا ریلوے کا نام لکھا ہے ہمیں یاد ہے کہ اسمیں مسلمانوں کی کیا حالت تھی؟ ہم سخت افسوس سے کہتے ہیں کہ جسقدر آپس میں حسد بغض اور کینہ طلب جاہ کیلئے اس محکمہ میں تھا اسکی نظیر کل لوکو گنڈا ریلوے کی دوسرے محکموں میں بھی نہیں ملیگی۔ بلکہ ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کی تحقیر اور تذلیل میں کسی سخت متعصب غیر مذہب والے سے بھی بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ رحم اور ہمدردی آپسمیں مفقود تھی۔ اور طلب جاہ میں اوباشانہ طریقوں کا بازار گرم تھا۔

اس گروہ قلیل نے بھی اپنی ہمت اور سعی سے چاہا کہ امر معروف کی ڈیوٹی کو اس محکمہ میں بجا لاوے۔ مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز سنتا ہے۔ اسلئے اُسکا کچھہ اثر ظاہر نہوا۔ تاہم جہانتک اُس کا بس چلا اُسنے اللہ تعالے کے پیغامات پہنچانے میں کمی نہیں رکھی۔ اسی محکمہ کے بعض اشخاص کی زبانی اس گروہ قلیل کے بعض ممبروں کو سخت تکلیف پہنچی۔ اور حکام تک یہہ افترا باندھا گیا کہ یہہ لوگ ایک شخص کے مرید ہیں جو گورنمنٹ کا سخت مخالف ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ اُسنے اس محکمہ کے اہل اسلام کو اس حالت میں چھوڑنا نہ چاہا جو کہ بمقابلہ دوسرے فرقہ مذاہب کے جو یہاں ہیں سخت شرمناک تھی۔ اور ایک بڑی نازک حالت میں انکی دستگیری کی۔ اگر اُس دستگیری کی اس محکمہ کے اہل اسلام قدر نہ جانینگے تو سخت ناشکر ہونگے۔

اور اگر وہ اس دستگیری سے اسکا لا تبدیل قانون نہ سمجھینگے تو سخت جہالت اور غلطی ہوگی۔ کیونکہ سلسلۂ جسمانیات وظاہرات سلسلۂ روحانیت کیلئے ایک کھلا صحیفہ ہے۔ اور جو صرف ان جسمانیات پر بھولا رہتا ہے۔ اور اُسمیں غور و فکر کرکے اپنی روح کو کوئی فائدہ مستقلہ پہنچانے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ سخت خطرناک حالتمیں ہے کہ جامہ انسانیت کو اُتار کر حیوانیت کے قریب اپنے آپکو ڈالتا جاتا ہے نور عقل جو خداوند نے انسان کو عطا کیا ہے وہ اسی لئے ہے کہ ہر ایک امر میں غور و تدبر کرکے وہ مفید پہلو اختیار کرے اور مضرت سے بچتا رہے۔ اور دنیا کے انقلابات کو مدنظر رکھکر دیکھے کہ بنی نوع انسان کے آرام کے لئے رحمان اور رحیم خدا نے کس کس طرح دستگیری کی ہے؟ اور جسنے جسم کی حفاظت کی کیا وہ جان کو ہلاک ہونے دیگا؟ ہے پس جسنے جسم کی حفاظت کے سامان بلا انسان کے کسی عمل کے مہیا کر دیئے۔ وہی روح کے آرام کے سامان بھی پیدا کرتا ہے ہاں! اُن سے فائدہ اُٹھانا انسان کا کام ہے۔ جیسے بغیر اُسکے ہاتھہ ہلانے کے لقمہ موہنہ میں نہیں جا پڑتا۔ اور بغیر محنت اور کوشش کے وہ کسی مطلوب کو دنیا میں نہیں پاتا۔ اسیطرح وہ تمام سامان جو اللہ تعالے نے جان کی آرام کے بنائے ہیں۔ اُن سے بھی کوئی مستفیض نہیں ہو سکتا جب تک اپنی قولے ظاہری و باطنی کو اُسکے حصول کے لئے ٹھیک ٹھیک طور پر حرکت نہ دے۔

اس محکمہ میں جو ایک بڑی نعمت اہل اسلام کو ملی ہے وہ ایک صاحب بابو شاہ محمد نامی ہیں۔ یہہ صاحب پنجاب کے ضلع انبالہ سے عہدہ ٹائم کیپری پر متعین ہو کر آئے تھے۔ اور اگرچہ یہہ پنجاب میں ایک عمدہ عہدہ ہیڈ کلرکی پر ریاست پٹیالہ کے محکمہ انجنیرنگ میں مامور تھے۔ اور ان کی جسقدر سندات گذشتہ ملازمت کی ہیں وہ تمام ان کی۔ زبان حال سے ہر ایک افسر کے پاس سفارش کر رہی ہیں کہ ان کو ضرور عمدہ پوسٹ ملے۔ انپر ہر طرح کا اعتبار کرو یہہ عمدہ کارکن مرد ہیں۔ مگر آجکل کی تعلیم نے جو ایک سیر و سیاحت کا شوق مدرسہ میں جغرافیہ پڑھا پڑھا کر اور نقشے دکھا دکھا کر بھر دیا ہے اور جسپر شیخ سعدیؒ کے اس شعر

تا بدکان خانہ در گروی
ہرگز اے خام آدمی نشوی

اور بھی ایک لطیف رنگ چڑھا دیا ہے۔ اُسی شوق نے ان صاحب کو بھی افریقہ کا رستہ دکھایا۔ اور یہہ صاحب اپنی معقول ملازمت چھوڑ کر صرف ایک ٹائم کیپری پر قناعت کرکے آ گئے۔ مگر چونکہ وہ خداوند جو کسی متقی کو اسکی ترقیات کے سلسلہ سے کبھی تنزل نہیں کرنا چاہتا۔ اُسنے اُن کو اس ریلوے میں ایک باعزت پوسٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔
آمین

ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں

اور مبارک وہ جو خدا کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے دیکھیں

جن لوگوں نے شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی کے چند سال کے پرچہ اشاعۃ السنہ دیکھے ہونگے وہ اگر چاہیں تو محض بنظر گواہی دے سکتے ہیں کہ شیخصاحب موصوف نے اس راقم کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ایک وہ زمانہ تھا جو اُن کا پرچہ اشاعۃ السنہ کف لسان اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے طریق کا موید تھا اور کفر کے ننانوے وجوہ کو ایک ایمان کی وجہ پائے جانے سے کالعدم قرار دیتا تھا۔ اور آج وہی پرچہ ہے جو ایسے شخص کو کافر اور دجال قرار دے رہا ہے جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء سمجھتا اور تمام ارکان اسلام پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ میں سے ہے۔ اور ان کلمات کو سنکر شیخصاحب اور اُنکے ہم زبان یہ جواب دیتے ہیں کہ تم لوگ دراصل کافر اور منکر اسلام اور دہریہ ہو۔ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنا اسلام ظاہر کرتے ہو۔ گویا شیخصاحب اور اُنکے دوستوں نے ہمارے سینوں کو چاک کر کے دیکھ لیا ہے کہ ہمارے اندر کفر بھرا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کی تائید میں اپنے نشان بھی دکھلائے۔ مگر وہ نشان بھی حقارت اور بے عزتی کی نظر سے دیکھے گئے اور کچھ بھی اُن نشانوں سے شیخ محمد حسین اور اُس کے ہم مشرب لوگوں نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ سختی اور بدزبانی روز بروز بڑھتی گئی۔ چنانچہ ان دنوں میں میرے بعض دوستوں نے کمال نرمی اور تہذیب سے شیخصاحب موصوف سے یہ درخواست کی تھی کہ مسلمانوں میں آپکے فتوی کفر کی وجہ سے روز بروز تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اور اب اس بات سے نومیدی ہو گئی ہے کہ آپ مباحثات سے کسی بات کو مان لیں اور نہ ہم آپ کی بے ثبوت باتوں کو مان سکتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ مباہلہ کر کے تصفیہ کر لیں۔ کیونکہ جب کسی طرح جھگڑا فیصلہ نہ ہو سکے تو آخری طریق خدا کا فیصلہ ہے جسکو مباہلہ کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ اثر مباہلہ کیلئے اس طرف ایک سال کی شرط ہے اور یہ شرط الہام کی بنا پر ہے۔ لیکن تاہم آپ کو اختیار ہے کہ اپنے مباہلہ کا اثر تین دن یا ایکدم ہی رہنے دیں کیونکہ مباہلہ دونو جانب کی لعنت اور بد دعا کا نام ہے آپ اپنے بد دعا کے اثر کی مدت قرار دینے میں اختیار رکھتے ہیں۔ ہماری بد دعا کے اثر کا وقت ٹھہرانا آپ کا اختیار نہیں ہے یہ کام ہمارا ہے کہ ہم وقت ٹھہرا دیں۔ اس لئے آپ کو ضد نہیں کرنی چاہیے۔ آپ اشاعۃ السنہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ شخص ملہم کو جہاں تک شریعت کی سخت مخالفت پیدا نہ ہو اپنے الہام کی متابعت ضروری ہے۔ لہٰذا ایک سال کی شرط جو الہام کی بنا پر ہے اس وجہ سے رد نہیں ہو سکتی کہ حدیث میں ایک سال کی شرط بصراحت موجود نہیں کیونکہ اول تو حدیث مباہلہ میں ایک سال کا لفظ موجود ہے اور اُس سے انکار دیانت کے برخلاف ہے۔ پھر اگر فرض کے طور پر حدیث میں سال کا لفظ موجود بھی نہ ہوتا تو چونکہ حدیث میں ایسا لفظ بھی موجود نہیں جو سال کی شرط کو حرام اور ممنوع ٹھہراتا ہو اس لئے آپ ہی حرام اور ناجائز قرار دیدینا امانت سے بعید ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی عادت فوری عذاب تھا تو قرآن شریف میں یا تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسکی تصریح ہونی چاہیے تھی لیکن تصریح تو کیا بلکہ اس کے برخلاف عملدرآمد پایا گیا ہے۔ دیکھو مکہ والوں کے عذاب کے لئے ایک برس کا وعدہ دیا گیا تھا اور یونس کی قوم کے عذاب کے لئے چالیس دن مقرر ہوئے تھے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں بعض عذابوں کی پیشگوئی صدہا برس کے وعدوں پر کی گئی ہے۔ پھر خواہ نخواہ کچے اور بیہودہ بہانے کر کے اور ...

... فیصلہ سے گریز کرنا اُن علماء کا کام نہیں ہو سکتا جو دیانت ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔
آمین

ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں

اور مبارک وہ جو خدا کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے دیکھیں

جن لوگوں نے شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی کے چند سال کے پرچہ اشاعۃ السنہ دیکھے ہونگے وہ اگر چاہیں تو محض بنظر گواہی دے سکتے ہیں کہ شیخصاحب موصوف نے اس راقم کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ اُن کا پرچہ اشاعۃ السنہ کف لسان اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے طریق کا موید تھا اور کفر کے ننانوے وجوہ کو ایک ایمان کی وجہ پائے جانے سے کالعدم قرار دیتا تھا۔ اور آج وہی پرچہ ہے جو ایسے شخص کو کافر اور دجال قرار دے رہا ہے جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء سمجھتا اور تمام ارکان اسلام پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ میں سے ہے۔ اور ان کلمات کو سنکر شیخصاحب اور اُنکے ہم زبان یہ جواب دیتے ہیں کہ تم لوگ دراصل کافر اور منکر اسلام اور دہریہ ہو۔ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنا اسلام ظاہر کرتے ہو۔ گویا شیخصاحب اور اُنکے دوستوں نے ہمارے سینوں کو چاک کرکے دیکھ لیا ہے کہ ہمارے اندر کفر بھرا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کی تائید میں اپنے نشان بھی دکھلائے۔ مگر وہ نشان بھی حقارت اور بے عزتی کی نظر سے دیکھے گئے اور کچھ بھی اُن نشانوں سے شیخ محمد حسین اور اُس کے ہم مشرب لوگوں نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ سختی اور بد زبانی روز بروز بڑھتی گئی۔ چنانچہ ان دنوں میں میرے بعض دوستوں نے کمال نرمی اور تہذیب سے شیخصاحب موصوف سے یہ درخواست کی تھی کہ مسلمانوں میں آپکے فتویٰ کفر کی وجہ سے روز بروز تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اور اب اس بات سے نومیدی کی ہے کہ آپ مباحثات سے کسی بات کو مان لیں اور نہ ہم آپ کی بے ثبوت باتوں کو مان سکتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ مباہلہ کرکے تصفیہ کرلیں۔ کیونکہ جب کسی طرح جھگڑا فیصلہ نہ ہوسکے تو آخری طریق خدا کا فیصلہ ہے جسکو مباہلہ کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ اثر مباہلہ کیلئے اس طرف سے ایک سال کی شرط ہے اور یہ شرط الہام کی بنا پر ہے۔ لیکن تاہم آپ کو اختیار ہے کہ اپنے مباہلہ کا اثر تین دن یا ایکدم ہی رہنے دیں کیونکہ مباہلہ دونو جانب کی لعنت اور بددعا کا نام ہے آپ اپنے بددعا کے اثر کی مدت قرار دینے میں اختیار رکھتے ہیں۔ ہماری بددعا کے اثر کا وقت ٹھہرانا آپ کا اختیار نہیں ہے یہ کام ہمارا ہے کہ ہم وقت ٹھہراویں۔ اس لئے آپ کو ضد نہیں کرنی چاہیے۔ آپ اشاعۃ السنہ میں تسلیم کرچکے ہیں کہ شخص ملہم کو جہانتک شریعت کی سخت مخالفت پیدا نہ ہو اپنے الہام کی متابعت ضروری ہے۔ لہذا ایک سال کی شرط جو الہام کی بنا پر ہے اس وجہ سے رد نہیں ہوسکتی کہ حدیث میں ایک سال کی شرط بصراحت موجود نہیں کیونکہ اول تو حدیث مباہلہ میں ایک سال کا لفظ موجود ہے اور اُس سے انکار دیانت کے برخلاف ہے۔ پھر اگر فرض کے طور پر حدیث میں سال کا لفظ موجود بھی نہ ہوتا تو چونکہ حدیث میں ایسا لفظ بھی موجود نہیں جو سال کی شرط کو حرام اور ممنوع ٹھہراتا ہو اس لئے آپ ہی حرام اور ناجائز قرار دیدینا امانت سے بعید ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی عادت فوری عذاب تھا تو قرآن شریف میں یا تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسکی تصریح ہونی چاہیے تھی لیکن تصریح تو کیا بلکہ اس کے برخلاف عملدرآمد پایا گیا ہے۔ دیکھو مکہ والوں کے عذاب کے لئے ایک برس کا وعدہ دیا گیا تھا اور یونس کی قوم کے عذاب کے لئے چالیس دن مقرر ہوئے تھے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں بعض عذابوں کی پیشگوئی صدہا برس کے وعدوں پر کی گئی ہے۔ پھر خواہ نخواہ کچے اور بیہودہ بہانے کرکے اور ساز نازنیں سے گریز کرنا اُن علماء کا کام نہیں ہوسکتا جو دیانت اور امانت اور پرہیزگاری کا دم مارتے ہوں۔ اگر ایک شخص

درحقیقت مفتری اور جھوٹا ہے تو خواہ مباہلہ ایک سال کی شرط پر ہو خواہ دس سال کی شرط پر افترا کرنے والا کبھی فتحیاب نہیں ہو سکتا۔ غرض نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس درخواست مباہلہ کو جو نہایت نیک نیتی سے کی گئی تھی شیخ محمد حسین نے قبول نہیں کیا اور یہ عذر کیا کہ تین دن تک مہلت اثر مباہلہ ہم قبول کر سکتے ہیں زیادہ نہیں۔× حالانکہ حدیث شریف میں سال کا لفظ تو ہے مگر تین دن کا نام و نشان نہیں۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حدیث میں جیسا کہ تین دن کی کہیں تحدید نہیں ایسا ہی ایک سال کی بھی نہیں۔ تاہم ایک شخص جو الہام کا دعوی کر کے ایک سال کی شرط پیش کرتا ہے علماء امت کا حق ہے کہ اُس پر حجت پوری کرنے کے لئے ایک سال ہی منظور کر لیں۔ اس میں تو حمایت شریعت ہے تا ملحد کو آئندہ کلام کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ "خدا لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے نبی اور میرے پر ایمان لانے والے غالب رہیں گے"۔ سو شیخ محمد حسین نے باوجود بانی تکفیر ہونے کے اس راہ راست پر قدم مارنا نہیں چاہا۔ اور بجائے اس کے کہ نیک نیتی سے مباہلہ کے میدان میں آتا یہ طریق اختیار کیا کہ ایک گندہ اور گالیوں سے پر اشتہار لکھکر محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی کے نام سے چھپوا دیا۔

اِس وقت وہ اشتہار میرے سامنے رکھا ہے اور میں نے خدا تعالیٰ سے **دُعا** کی ہے کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔ اور وہ دعا جو میں نے کی ہے یہ ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بار بار مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو اے میرے مولی اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھپر تیرہ[13] ماہ کے اندر یعنے پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر۔ اور اس روز کے جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولی میرے منعم میری اُن نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ اِن **تیرہ✠ (۱۳) مہینوں** میں جو **۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء** سے **۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک** شمار کئے جائیں گے شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنھوں نے میری ذلیل کرنے کے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رُسوا کر۔ غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے اِن تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ **نشان** ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا اور ضربت علیھم الذلۃ کا مصداق کر۔ آمین ثم آمین۔

یہ دعا تھی جو میں نے کی۔ اس کے جواب میں یہ الہام ہوا کہ **میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کروں گا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا**✠[2] اور چند عربی الہامات ہوئے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ **ان الذین یصدّون عن سبیل اللہ سینالھم غضب من ربھم۔ ضرب اللہ اشد من ضرب الناس۔ انما امرنا اذا اردنا شیئًا ان نقول لہ کن فیکون** [illegible] **عشاق۔ انی انا الرحمٰن** [illegible]

× عجیب بات ہے کہ ایک طرف مباہلہ سے انکار اور پھر گالیاں دینے میں اصرار ہے۔

✠ یہ تیرہ مہینے خدا تعالیٰ کے الہام سے معلوم ہوئے [illegible] سال پر ایک ماہ [illegible] زیادہ ہے۔

[2] [illegible] وہ ہاتھ اسکی حسرت کا موجب ہوں گے اور افسوس کریگا کہ کیوں ایسا کیا

درحقیقت مفتری اور جھوٹا ہے تو خواہ مباہلہ ایک سال کی شرط پر ہو خواہ دس سال کی شرط پر افترا کرنے والا کبھی فتحیاب نہیں ہو سکتا۔ غرض نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس درخواست مباہلہ کو جو نہایت نیک نیتی سے کی گئی تھی شیخ محمد حسین نے قبول نہیں کیا اور یہ عذر کیا کہ تین دن تک مہلت اثر مباہلہ ہم قبول کر سکتے ہیں زیادہ نہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں سال کا لفظ تو ہے مگر تین دن کا نام و نشان نہیں۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حدیث میں جیسا کہ تین دن کی کہیں تحدید نہیں ایسا ہی ایک سال کی بھی نہیں۔ تاہم ایک شخص جو الہام کا دعوی کرکے ایک سال کی شرط پیش کرتا ہے علماء امت کا حق ہے کہ اس پر حجت پوری کرنے کے لئے ایک سال ہی منظور کر لیں۔ اس میں تو حمایت شریعت ہے تا مدعی کو آئندہ کلام کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ "خدا لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے نبی اور میرے پر ایمان لانے والے غالب رہیں گے"۔ سو شیخ محمد حسین نے باوجود بانی تکفیر ہونے کے اس راہ راست پر قدم مارنا نہیں چاہا۔ اور بجائے اس کے کہ نیک نیتی سے مباہلہ کے میدان میں آتا یہ طریق اختیار کیا کہ ایک گندہ اور گالیوں سے پر اشتہار لکھکر محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی کے نام سے چھپوا دیا۔

اس وقت وہ اشتہار میرے سامنے رکھا ہے اور میں نے خدا تعالے سے **دُعا** کی ہے کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔ اور وہ دعا جو میں نے کی ہے یہ ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بار بار مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو اے میرے مولی اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنی پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر۔ اور اس روز کے جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولی میرے منعم میری ان نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان **تیرہ (۱۳) مہینوں** میں جو **۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک** شمار کئے جائیں گے شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میری ذلیل کرنے کے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر۔ غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ **نشان** ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا اور ضربت علیھم الذلۃ کا مصداق کر۔ آمین ثم آمین۔

یہ دعا تھی جو میں نے کی۔ اس کے جواب میں یہ الہام ہوا کہ **میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کروں گا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا*** اور چند عربی الہامات ہوئے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ **ان الذین یصدون عن سبیل اللہ سینالھم غضب من ربھم۔ ضرب اللہ اشد من ضرب الناس۔ انما امرنا اذا اردنا شیئا ان نقول لہ کن فیکون۔ اتعجب لامری۔ انی مع العشاق۔ انی انا الرحمن** الخ

* ... نہ سے اگر ادیئے ... ہاتھوں سے ... یہ وہ ہاتھ اسکی حسرت کا موجب ہوں گے اور افسوس سے ...

ویعض الظالم علیٰ یدیہ - ویُطرَح بین یدی - جزاء سیئۃٍ بمثلہا - وترہقہ ذلۃ - مالہم من اللہ من عاصم - فاصبر حتی یاتی اللہ بامرہ - ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون -

یہ خدا تعالےٰ کا فیصلہ ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جن کا ذکر اس اشتہار میں ہے یعنے یہ خاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور مولوی ابوالحسن تبتی دوسری طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں - ان میں سے جو کاذب ہے وہ ذلیل ہوگا - یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بنا پر ہے اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہوکر ہدایت کی راہ اُنپر کھولے گا - ☩

اب ہم ذیل میں شیخ محمد حسین کا وہ اشتہار لکھتے ہیں جو جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے نام پر شایع کیا گیا ہے - تا خدا تعالیٰ کے فیصلہ کے وقت دونوں اشتہارات کے پڑھنے سے حق کے طالب عبرت اور نصیحت پکڑ سکیں - اور عربی الہامات کا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں خدا اُن کو ذلیل کرے گا - اور میعاد پندرہ[15] دسمبر ۱۸۹۸ء سے تیرہ[13] مہینے ہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے - اور ۱۴ دسمبر ۱۸۹۸ء تک جو دن ہیں وہ توبہ اور رجوع کے لئے مہلت ہے - فقط

۲۱ - نومبر ۱۸۹۸ء

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

نقل مطابق اصل

"سچے اور قطعی فیصلہ کی صورت صواب"
"دجّال کادیانی کے اشتہار مباہلہ کا جواب"

"دجال کادیانی کو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے دبایا اور اس سے عہد لے لیا کہ آیندہ دل آزار الفاظ سے زبان کو بند رکھے (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۸" "کے صفحہ ۲۵۹ میں بتفصیل بیان ہوا ہے) اور اس وجہ سے اسکو بجبر الہام کے ذریعہ لوگوں کی دل آزاری سے زبان کو بند کرنا پڑا اور الہامی گولے چلانا یا یوں کہو کہ گوز چھوڑنا" "ترک کرنا ضروری ہوا اور بجز الہامی دل آزاری کے سوا اس کا کام بند ہونے لگا اور اُسکی دکانداری میں نقصان واقع ہوا تو یہ کام اس نے اپنے نائبین (....) کے ذ..." "شروع کر دیا - تب سے وہ کام اُسکے نائب کر رہے ہیں اور اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے لوگوں کی دل آزاری میں مصروف ہیں - ازانجملہ بعض کا ذکر ش..." "کے صفحہ ... وغیرہ میں ہوا ہے اور ازانجملہ بعض کا ذکر ذیل میں ہوتا ہے کہ اُسکے چند نائبین ...... لاہور و لودھیانہ و پٹیالہ و شملہ ..." "اس مضمون کے اشتہار جاری کئے ہیں کہ وہ بمقام بٹالہ کادیانی کے ساتھ مباہلہ کرلیں - اور اس مباہلہ کا اثر ظاہر ..." "ہر واضع سے جمع کرکے پیش کرینگے تمام ہیں - اسکے ساتھ ان لوگوں نے دل لگا کر ..." "میں ان لوگوں کی جرأت و حیا پر تعجب کرتا ہوں کہ باوجود یکہ مولانا مولوی ..." "۸۶ اور دیگر مقامات میں کادیانی سے مباہلہ کیلئے مستعد ..." "یہ لوگ کس مونہہ سے مولانا مولوی صاحب کو مباہلہ کے ..." "کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اُن لوگوں کو مخاطب بنانا ..."

ویعض الظالم علی یدیہ - ویطرح بین یدی - جزاء سیئۃ بمثلہا - وترہقہم ذلۃ - مالہم من اللّٰہ من عاصم - فاصبر حتی یاتی اللّٰہ بامرہ - ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون -

یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جن کا ذکر اس اشتہار میں ہے یعنی یہ خاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور مولوی ابوالحسن تبتی دوسری طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں - ان میں سے جو کاذب ہے وہ ذلیل ہوگا -

یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بنا پر ہے اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ اُن پر کھولے گا - اب ہم ذیل میں شیخ محمد حسین کا وہ اشتہار لکھتے ہیں جو جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے نام پر شایع کیا گیا ہے - تا خدا تعالیٰ کے فیصلہ کے وقت دونوں اشتہارات کے پڑھنے سے حق کے طالب عبرت اور نصیحت پکڑ سکیں - اور عربی الہامات کا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ جو سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں خدا اُن کو ذلیل کرے گا - اور میعاد پندرہ ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے تیرہ ۱۳ مہینے ہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے - اور ۱۴ دسمبر ۱۸۹۸ء تک جو دن ہیں وہ توبہ اور رجوع کے لئے مہلت ہے - فقط

۲۱ - نومبر ۱۸۹۸ء

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

نقل مطابق اصل

"سچے اور قطعی فیصلہ کی صورت صواب"
"دجال کادیانی کے اشتہار مباہلہ کا جواب"

"دجال کادیانی کو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے دبایا اور اس سے عہد لے لیا کہ آیندہ دل آزار الفاظ سے زبان کو بند رکھے (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۸ کے صفحہ ۲۵۹ میں بتفصیل بیان ہوا ہے) اور اس وجہ سے اسکو بجبوری الہام کے ذریعہ لوگوں کی دل آزاری سے زبان کو بند کرنا پڑا اور الہامی گولے چلانا یوں کہو کہ گوز چھوڑنا ترک کرنا ضروری ہوا اور جو الہامی دل آزاری کے سوا اس کا کام بند ہونے لگا اور اسکی دکانداری میں نقصان واقع ہوا تو یہ کام اس نے اپنے نائبین (....) کے ذریعہ شروع کر دیا - تب سے وہ کام اُسکے نائب کر رہے ہیں اور اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے لوگوں کی دل آزاری میں معروف ہیں - از انجملہ بعض کا ذکر اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱۹ کے صفحہ ۸۵ وغیرہ میں ہوا ہے اور انجملہ بعض کا ذکر ذیل میں ہوتا ہے کہ اُسکے چند نائبین ...... لاہور ولودھیانہ وپٹیالہ وشملہ نے مولانا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے نام اس مضمون کے اشتہار جاری کئے ہیں کہ وہ بمقام بٹالہ کادیانی کے ساتھ مباہلہ کرلیں - اور اس مباہلہ کا اثر ظاہر نہ ہونے کی صورت میں آٹھ سو پچیس ۸۲۵ روپیہ جسکو وہ ان چار مواضع سے جمع کرکے پیش کرینگے انعام لیں - ایسے ساتھ ان لوگوں نے دل کھولکر دل آزاری وبدگوئی سے اپنے دل کا بخارات نکال لیا اور کادیانی کی نیابت کو پورا کر دکھایا ہے ان لوگوں کی جرأت وحیا پر تعجب کرتا ہوں کہ باوجودیکہ مولوی صاحب اشاعۃ السنہ نمبر ۸ و ۱۲ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۶۶ و ۱۸۸ و ۳۱۲ و ۳۱۳ اور نمبر ۳ جلد ۱۸ کے صفحہ ۸۶ اور دیگر مقامات میں کادیانی سے مباہلہ کیلئے مستعدی ظاہر کر چکے ہیں اور اس سے گریز و انکار اسی کادیانی بدکار کی طرف سے ہوا ہے - مولانا موصوف کی طرف سے پھر یہ لوگ کس مونہہ سے مولانا مولویصاحب کو مباہلہ کے لئے بلاتے ہیں اور شرم و حیا سے کچھ کام نہیں لیتے - اسی وجہ سے مولوی صاحب ان مجاہیل فضول کی لاف وگزاف کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اُن لوگوں کو مخاطب بنانا نہیں چاہتے البتہ اُنکے مرشد دجال اکبر اکذب العصر سے مباہلہ کرنے کے لئے ہر وقت اپنی کسی شرط کے مستعد و تیار ہیں - اگر کادیانی اپنی طرف سے دعوت مباہلہ کا اشتہار دے یا کم سے کم یہ مشتہر کرے کہ اُسکے مریدوں نے جو اشتہار دیئے ہیں وہ اسی کی رضامندی و ترغیب سے دیئے ہیں تو انہیں مولویصاحب ممدوح اپنی طرف سے کوئی شرط پیش نہیں کرتے صرف کادیانی کی شروط و میعاد یکسال کو ذرا کم کرنا چاہتے ہیں کہ اثر مباہلہ اسی مجلس میں ظاہر ہو یا زیادہ سے زیادہ

کبھی تا سینہ نہیں کرے گا - اب آسانی سے یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ سچوں کو فتح بخشے - آمین - منہ

"زیادہ تین روز ہیں (جو عبد اللہ آتھم کے مباہلہ و قسم کے لئے اس نے تسلیم کئے تھے - اور قبل از مباہلہ کا دیانی اس اثر کی تعیین بھی کر دے کہ وہ کیا ہوگا - اسکی"
"وجہ و دلیل بتفصیل و حوالہ حدیث و تفسیر وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلدہ ۱ کے صفحہ ۱۵ وغیرہ اور نمبر ۳ جلد ۱۸ کے صفحہ ۸۶ میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ میعاد ایک سال کی"
"خلاف سنت ہے ⊕ اور اسمیں کادیانی کی حیلہ سازی و فریب بازی کی بڑی گنجائش ہے اور در صورت نہ ہونے ظاہر اثر مباہلہ کے مولویصاحب کچھ نقد انعام"
"لینا نہیں چاہتے صرف وہی سزا تجویز فرماتے ہیں جو کادیانی نے عبد اللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہ ہونے کی صورت میں اپنے لئے خود تجویز کی تھی کہ اسکا"
"منہ * کالا کیا جاوے اسکو ذلیل کیا جاوے (دیکھو جنگ مقدس میں آخری پرچہ قادیانی کا صفحہ اخیر) ایس بجگہ یہ شرط منظور ہے لیکن اس روسیاہی کے بعد اسکو گدھے"
"پر سوار کر کے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پھرایا جاوے اور بجائے دینے جرمانہ یا انعام آٹھ سو پچیس ۸۲۵ روپیہ کے صرف آٹھ سو پچیس ۸۲۵ جوتے ....."
"حضرت اقدس (اکذب) کے سر مبارک پر رسید ہوں جنکو انہیں چاروں مواضع کے مرید ..... آپکی نذر کریں - اور اس کفش کاری اور پاپوش باری کے"
"بعد پھر گدھے کی سواری پر آپ کا جلوس نکلے اور آگے آگے آپکے مخلص مرید بطور مرثیہ خوانی یہ مصرع پڑھتے جاویں - ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی" + "اور یہ شعر صائب کا - بنائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را - عیسیٰ نتوان گشت بہ تصدیق خرے چند" "اور یہ رباعی مرسل یزدانی و عیسیٰ بنی اللہ شدی -"
"بازیگری کو دجالت کو انتداے مار - کفتنیا ہر سر خوری از افترائے نا سزا - رو سیہ گشتی میان مردم قرب و جوار - اور یہ بیت اردو - اڑ آنا خاک سر پر"
"پھر ستانا نہ آتا ہے - یہ کہا آ جوتیاں سر پر مرا دیوانہ آتا ہے -

"راقم سید ابو الحسن تبتی حال وارد کوہ شملہ سنجولی ۳۱ - اکتوبر ۱۸۹۸ء"

"* اصل عبارت پرچہ مذکور یہ ہے " میں اسوقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنے وہ فریق جو خدا تعالے کے نزدیک جھوٹ پر"
"ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھکو ذلیل کیا"
"جاوے روسیاہ کیا جاوے - میرے گلے میں رسہ ڈالدیا جاوے مجھکو پھانسی دیا جاوے - ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں -"

"ضروری نوٹ (یادداشتیں)"

"(۱) .... نابین دجال اکبر کادیانی لعین نے جو اشتہار میں لکھا ہے کہ نام کا مولوی عبد القادر لودہانوی مولوی صاحب موصوف کا ہم مکتب ہونا محض"
"دروغ ہے - مولویصاحب فرماتے ہیں کہ وہ بد نصیب بمقام ہنڈلہ (جبکہ ہم مولوی نور الحسن صاحب مرحوم سے شمس بازغہ پڑھتے تھے ہم سے شرح ملا پڑھتا تھا - اب وہ ہمارا ہم مکتب"
"ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اسپر فخر کر رہا ہے - کیوں نہو یہ قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے جس کی شکایت اس شعر میں ہے - کس نیاموخت علم تیر از من - کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد -"
"(۲) یہ بھی مریدان دجال نے مشتہر کیا ہے کہ عبد القادر نے نقل خط مولویصاحب کے پاس بھیجا ہے - مولویصاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی محض کذب ہے - لعنۃ اللہ علی الکاذبین - ہم کو"
"عبد القادر کا کوئی خط نہیں پہونچا - نقل خط تو بیکطرف - ہاں کوئی مطبوعہ پرچہ اخبار الحکم جس میں اسکا یہ خط چھپا ہوا ہے یا کوئی اشتہار - لاہور - یا شملہ وغیرہ سے بھی اس مضمون کا کادیانی"
"یا اسکے اتباع کا مرسلہ ہم کو نہیں پہونچا - بہت مشکل اور تلاش سے ہم نے ایک مدرس سکول بٹالہ سے اخبار کا پرچہ مستعار لیکر شیخ محمد اہل حدیث گجرات کی قلم سے وہ خط نقل کرایا - اور"
"اشتہار اہل شملہ بھی شملہ کے ایک کلرک محکمہ آبپاشی سے بتقاضا وصول کیا - اور اس دجال کے چیلوں کی قدیم عادت ہے کہ جو حضرت جواب طلب وہ چھاپتے ہیں اسکی کاپی ہمارے نہیں بھیجتے -"
"(۳) عربی نویسی میں دجال کادیانی کا مقابلہ کرنے سے گریز یا اعراض کو جو ان نابین دجال نے مولویصاحب موصوف کی طرف منسوب کیا ہے - اسمیں بھی ان گمناموں نے دجال"
"اکبر کی نسبت پر عمل کیا ہے - مولویصاحب موصوف اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۵ کے صفحہ ۵۹ میں کادیانی کو عربی میں مقابلہ کے لئے للکار چکے ہیں - پھر نمبر ۲ جلد ۱۵ میں کادیانی کی"
"... عربی کے بخیہ ادھیڑ چکے ہیں - مگر اس گروہ بے شکوہ نے شرم و حیا کو نصیب اعدا سمجھکر ان دعاوی باطلہ و اغالیط عاطلہ کادیانی کا اعادہ کر کے گڑے مردے اکھاڑنے کو عمل"
"... ذرہ شرم ہوتی تو وہ اشاعۃ السنہ کے ان مقامات کو پڑھکر ڈوب کر مرجاتے اور پھر عربی نویسی کا دعوی زبان پر نہ لاتے مگر یہاں شرم کہاں"
"(۴) کادیانی کا مستجاب الدعوات ہونے کا جوان شیخ چلی کے شاگردوں نے دعوی کیا ہے اس میں مولویصاحب"
"... جلد ۱۶ بابت ۱۸۹۵ء کے صفحہ ۱۴۵ وغیرہ میں دیکھے ہیں مگر ان حیا کے دشمنوں نے حیا کو قسم کھا کر"
"... ابو الحسن صاحب تبتی نے جو ۲۵ ... روپیہ انعام کے بدلے آٹھ سو"
"... کہ اگر حضرت اقدس (اکذب) کادیانی اسقدر جوتی"
"... تمہارے نابین جھوٹے نے ... اشتہارات"
"... والوں کو اور اسیطرح وہ ایک دوسرے کو بطور"
"... حکم آیت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا"

* ... لعنۃ اللہ علی الکاذبین - [illegible]

”زیادہ تین روز ہیں (جو عبداللہ آتھم کے مباہلہ و قسم کے لئے اس نے تسلیم کئے تھے۔ اور قبل از مباہلہ کادیانی اس اثر کی تعیین بھی کر دے کہ وہ کیا ہوگا۔ اسکی“
”وجہ و دلیل بتفصیل و حوالہ حدیث و تفسیر وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۷ وغیرہ اور نمبر ۳ جلد ۱۸ کے صفحہ ۸۶ میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ میعاد ایک سال کی“
”خلاف سنت ہے اور اسمیں کادیانی کی حیلہ سازی و فریب بازی کی بڑی گنجائش ہے اور در صورت نہ ہونے ظاہر اثر مباہلہ کے مولویصاحب کچھ نقد انعام“
”لینا نہیں چاہتے صرف وہی سزا تجویز فرماتے ہیں جو کادیانی نے عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہ ہونے کی صورت میں اپنے لئے خود تجویز کی تھی کہ اسکا“
”سونہہ کالا کیا جاوے اسکو ذلیل کیا جاوے (دیکھو جنگ مقدس میں آخری پرچہ کادیانی کا صفحہ اخیر) پس بجگہ یہ شرط منظور ہے لیکن اس روسیاہی کے بعد اسکو گدھے“
”پر سوار کر کے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پھرایا جاوے اور بجائے دینے جرمانہ یا انعام آٹھ سو پچیس (۸۲۵) روپیہ کے صرف آٹھ سو پچیس (۸۲۵) جوتے ......“
”حضرت اقدس (اکذب) کے سر مبارک پر رسید ہوں جنکو انہیں چاروں مواضع کے مرید ...... آپکی نذر کریں۔ اور اس کفش کاری اور پاپوش باری کے“
”بعد پھر گدھے کی سواری پر آپ کا جلوس نکلے اور آگے آگے آپکے مخلص مرید بطور مرثیہ خوانی یہ مصرع پڑھتے جاویں۔ ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید“
”پشیمانی۔ اور یہ شعر صائب کا۔ بنائے بر صاحب نظرے گوہر خود را۔ عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند۔ اور یہ رباعی مرسل یزدانی و عیسیٰ نبی اللہ شدی۔“
”بازیگوی کہ دجالت کو انداے خار۔ کفتہا بر سر خوری از افترائے ناسزا۔ رو سیہ گشتی میان مردم قرب و جوار۔ اور یہ بیت موزوں۔ روتا خاک سر پہ“
”جھوٹا ستانہ آتا ہے۔ یہ کہا آ جوتیاں سر پر مرا دیوانہ آتا ہے۔“

”راقم سید ابوالحسن تبتی حال وارد کوہ شملہ سنجولی ۳۱۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء“

”پرچہ اصل عبارت پرچہ مذکور یہ ہے ”میں اسوقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنے وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر“
”ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھکو ذلیل کیا“
”جاوے روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈالدیا جاوے مجھکو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔“

”ضروری نوٹ (یادداشتیں)“

”(۱) ...... تابعین دجال اکبر کادیانی لعین نے جو اشتہار دیں میں لکھا ہے کہ نام کا مولوی عبدالقادر لودہانوی مولوی صاحب موصوف کا ہم مکتب ہے محض“
”دروغ ہے۔ مولویصاحب فرماتے ہیں کہ وہ بدنصیب بمقام ہندلہ (جبکہ ہم مولوی نور الحسن صاحب مرحوم سے شمس بازغہ پڑھتے تھے ہم سے شرح ملا پڑھتا تھا۔ اب وہ ہمارا ہم مکتب“
”ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اسپر فخر کر رہا ہے۔ کیوں نہو یہ قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے جس کی حکایت اس شعر میں ہے سہ کس نیاموخت علم تیر از من۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد۔“
”(۲) یہ بھی مریدان دجال نے مشتہر کیا ہے کہ عبدالقادر نے خط مولویصاحب کے پاس بھیجا ہے۔ مولویصاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی محض کذب ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم کو“
”عبدالقادر کا کوئی خط نہیں پہونچا۔ قلمی خط تو یکطرف رہا کوئی مطبوعہ پرچہ اخبار الحکم جس میں اسکا یہ خط درج ہوا ہے یا کوئی اشتہار۔ لاہور۔ یا شملہ وغیرہ سے بھی اس مضمون کا کادیانی“
”یا اسکے اتباع کا مرسلہ ہم کو نہیں پہونچا۔ بہت مشکل اور تلاش سے ہم نے ایک مدرس سکول بٹالہ سے اخبار کا پرچہ مستعار لیکر شیخ محمد اہل حدیث گجرات کی قلم سے وہ خط نقل کرایا۔ اور“
”اشتہار اہل شملہ منشی شملہ کے ایک کلرک نے آپ ہوا سے بتقاضا وصول کیا۔ اور اس دجال کے چیلوں کی قدیم عادت ہے کہ جو مضمون جواب طلب وہ چھاپتے ہیں اسکی کاپی ہمارے نہیں بھیجتے۔“
”(۳) عربی نویسی میں دجال کادیانی کا مقابلہ کرنے سے گریز یا اعراض کو جو ان تابعین دجال نے مولویصاحب موصوف کی طرف منسوب کیا ہے۔ اسمیں بھی ان کمفاروں نے دجال“
”اکبر کی نسبت پر عمل کیا ہے۔ مولویصاحب موصوف اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۵۹ میں کادیانی کو عربی میں مقابلہ کے لئے للکار چکے ہیں۔ پھر نمبر ۱۲ جلد ۱۵ میں کادیانی کی“
”عربی نویسی کا بھی طرح بخیہ ادھیڑ چکے ہیں۔ مگر اس گروہ بے شکوہ نے شرم و حیا کو نصیب اعدا سمجھکر ان دعاوی باطلہ و اغالیط عاطلہ کادیانی کا اعادہ کر کے گویا مردے اکھاڑنے کو عمل“
”میں لا کر لوگوں کو دھوکا دیا ہے ان میں ذرہ شرم ہوتی تو وہ اشاعۃ السنہ کے ان مقامات کو پڑھکر ڈوب کر مر جاتے اور پھر عربی نویسی کا دعوی زبان پر نہ لاتے مگر یہاں شرم کہاں“
”ان کا تو یہ مقولہ ہے کہ شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں بیاید۔ (۴) کادیانی کا مستجاب الدعوات ہونے کا جو ان شیخ چلی کے شاگردوں نے دعوی کیا ہے اس میں مولویصاحب سے“
”مقابلہ چاہا ہے اسکا جواب مولویصاحب اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۴ میں بابت ۱۸۹۱ء اور نمبر ۱ جلد ۱۶ بابت ۱۸۹۵ء کے صفحہ ۲۵ و ۱۴ وغیرہ میں دے چکے ہیں مگر ان حیا کے دشمنوں نے حیا سے قسم کھا کر“
”ان ہی پچھلی باتوں کا اعادہ شروع کر دیا ہے ہم کہاں تک جوابات کا اعادہ کرتے جاویں۔ (۵) مولوی سید ابوالحسن صاحب تبتی نے جو ۸۲۵ روپیہ انعام کے بدلے آٹھ سو“
”پچیس (۸۲۵) جوتے کادیانی کے لئے تجویز کئے ہیں اسپر حضور اپنی جناب کا صاد ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسکے استدعا ہے۔ ضروری ہے کہ اگر حضرت اقدس (اکذب) کادیانی اسقدر جوتے“
”کے ضربات شریفہ بنفس نفیس تحمل نہ ہو سکیں اور سر مبارک حضرت اکذب کا گنجا ہو جاوے یا جوتوں کی مار سے آپ کو [illegible] لاحق ہو جاوے تو بہتر ہے کہ آپکے نائبین جنہوں نے کمثل اشتہارات“
”دیئے ہیں آپسمیں اسطرح بانٹ لیں کہ لاہور والے مخلص گمنام پٹیالہ والوں کو اور لودیانہ والے شملہ والوں کو اور پٹیالہ والے لودیانہ والوں کو اور اسیطرح وہ ایک دوسرے کو بطور“
”ہمدردی مدد دیں۔ ہمکو اسپر اصرار نہیں کہ وہ سب کے سب جوتے حضرت اقدس (اکذب) ہی کے سر پر پڑے کر جاویں یہ امر بحکم آیت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا“
”ہمکو پسندیدہ نہیں اور علم ہمدردی انسانی اور اصول اخلاق کے بھی مخالف ہے۔ راقم احقر العباد ملہم ربانی ملا محمد بخش لاہور ۱ نومبر ۱۸۹۸ء“

از محمد بخش قادری۔ منیجر اخبار جعفر زٹلی تاج الہند ریکر لاہور

یہ بدزبانی اور بدکاری کو خدا تعالیٰ دیکھتا ہے جو شخص اسکی نظر میں بدکار اور کذاب ہے وہ اسکو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔ المشتہر

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ۱۲ - خالص ممیرہ فی ماشہ ۸ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کی تشہیر سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیری کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیری کا سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر ایم بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلستان امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے جس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اکرم دیوی بعمر ۵ سال سکنہ لاہور کیلئے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں پر خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑبال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں اُن سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اخبار کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم اشاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار کی دو سال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے ایسی ادویہ اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیری کی سرمہ) کی استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیری کا سرمہ با ... قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - الحذرا سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خانصاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۔

۲ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

صحت جسمانی کے طلبگارو اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!
سچائی کا فیصلہ
صداقت ابھی زمانہ میں موجود ہے
ستی کا امتحان ضروری ہے
ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں
نوٹ
ہر پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ ویلیوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول وکمیشن ڈاک بذمہ خریدار رہےگا۔ درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔
نوٹ
درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے
ہیں اور جھوٹا کو خود پڑھ لو اگر استعمال حسب ترکیب فائدہ نہ ہو تو ہمیں بیان ہے کی قیمت واپس لو یہہ کام تو صداقت سچائی کا ہے
دوائی ہاضمہ
بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - امتلاء کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ
خارش کی حکمی دوائی
تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے
اعجاز مسیحی
اعصاب کی کمزوری اور نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہیں
دوائی آتشک
یہ عجیب مجرب حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے - خوبی یہہ ہے کہ
سرمہ سلیمانی
ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے۔
چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی
سفوف ومرہم آتشک
اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہوجاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے
عصائے پیری
جادو کی گولی
جسم کے کسی حصہ میں ... درد ہو ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی ۲ فی درجن ایک روپیہ
تریاق سوزاک
سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دفعہ ہو جاتا ہے
دوائی وجع المفاصل
یہہ بے نظیر اور تیر بہدف دوا ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بیکار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ
قیمت تین روپے
نسوار
حبوب بواسیر
جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں
لگانیکی دوائی بواسیر
اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے خشک ہوکر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بیجا نہوگا
قیمت تین روپے
دوائی دردگردہ
المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

نظم قرآن شریف

خدا نے بھیجے رسولان محترم کتنے
محمد عربی ہیں ہمارے پیغمبر

ہوا صحیفہ کامل حضور پہ نازل
ہے نام مصحف قرآن کہا ہے سب پہ

ہزار نسخوں میں دیکھو تو ایک ہی صورت
ہزار نسخوں میں ڈھونڈو تو ایک زیر و زبر

عرب میں روم میں فارس میں چین و جاپان میں
یمن میں مصر میں کابل میں ہند میں گھر گھر

جہاں تلاش کرو ایک ہی شاہی قرآن
نہیں کسی میں تفاوت کرو ہزار نظر

کلام ہے یہ خدا کا خدا ہی حافظ ہے
وہی رہیگا محافظ جہاں میں تا محشر

شروع ب سے ہے اور س پر تمام ہوا
سمجھ لو بس ہے یہی نکتہ خرد پرور

مسائل فقہا اس سے کیجئے مستنبط
دلائل حکماء اس سے لیجئے سر تا سر

فصاحتوں سے اسی کے عرب ہوئے عاری
یہی ہے معجزہ ہر جناب پیغمبر

اسی نے ہمکو بتایا خدا کی وحدت کو
یہی ہے جلوت و خلوت میں ہمدم و رہبر

اسی نے کی ہے زکوٰۃ و صلوٰۃ کی تعلیم
اسی نے روزہ و حج کے دکھائیں منظر

اسی نے ہم سے کہا یوں لڑو نہ تم ناحق
نہ ہو جہاد کے جب تک شرور سب ظاہر

اسی نے فتح کی والفتح میں خبر دی ہے
اسی نے کھولدیئے باب خندق و خیبر

یہی ہے رایت اسلام کے لئے پرچم
اسی کے نام پہ لکھی گئی ہے فتح و ظفر

اسی نے ہم کو کیا بادشاہ روئے زمیں
اسی نے ہم کو کیا روشناس ہر کشور

کیا اسی نے ہماری معاشرت کو درست
کیا اسی نے مہذب جہاں کو سر تا سر

اسی نے ہم سے کہا ہر جگہ رہو سچے
کبھی نہ بھول کے ہو جھوٹ کا کوئی خوگر

کرو کسی سے جو تم عہد وہ کرو پورا
اڑو کسی سے نہ جب تک کہ اس سے دیکھو ضرر

اسی نے ہم کو بتائے اصول بیع و شرا
اسی میں درج ہیں سارے حقوق یکدیگر

اسی کے نور نے یورپ کو کر دیا روشن
اسی کے سایہ میں افریقہ آیا سر تا سر

کئے اسی نے میادین ایشیا گلزار
ہوئے اسی سے گلستان جنگ تازہ و تر

اسی نے کفر کی ظلمت کو میٹ کر چھوڑا
اسی سے کانپتے ہیں بت ہر مقام کے تھر تھر

اسی کے معرکے ہیں یادگار ہفت زمیں
اسی کے معجزے ہیں روشناس ہر کشور

یہی ہے غوث یہی ہے مغاث دنیا جہاں
یہی ہے قطب شمال و جنوب سر تا سر

یہی ہے عہد صحابہ کا رایت اقبال
یہی ہے پرچم اقبال و جاہ پیغمبر

جہاں میں تاکہ ہے اسلام اشہری قائم
رہے کلام خدا زیب مسجد و ممبر

(از ملفوظات جناب اشہری)

جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

کی

پہلی تقریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ۰ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ۰

میرے دل میں بہت دفعہ خیال آیا کہ اگر اخلاقی تعلیم ہی قرآن شریف کا مقصود بالذات تھا اور بظاہر آسانی سے سمجھ میں بھی آ جاتا ہے کہ انسان کے لئے اخلاقی تعلیم ہی مفید ہے تو پھر قرآن کریم نے ایسی تحدیاں پیشگوئیوں کے رنگ میں کیوں کیں؟ اس خیال نے متعدد مرتبہ میرے دل میں پیدا ہوکر مجھے اس جسمانی گورنمنٹ کے نظام کی طرف متوجہ کیا کہ دیکھو اگر گورنمنٹ کے لئے اتنا ہی کافی ہو کہ وہ نئی نئی مشینیں اور کلیں ایجاد کرتی ہے۔ اور عجیب عجیب قسم کے توپ و تفنگ اور سامان حرب بناتی ہے تو کیا یہ انتظام ملک کے لئے اسکا کلوں کا ایجاد کرنا اور کمنیکل پاؤر کا بہت وسیع ہونا اسکو دوسرے سیاست مدن کے اصولوں سے مستغنی کر دے گا اور باقاعدہ فوجوں اور پولیس کا رکھنا قلعوں کا بنانا ضروری نہ رہیگا؟ محض اس ایک خیال پر کہ وہ کلیں بنا کر اور اپنی دانشمندی کے کرشمے دکھا کر لوگوں کے دلوں کو مسحور اور مرعوب کر لیتی ہے۔ میں کیا ہر ایک دانشمند آدمی ذرا سے فکر کے بعد کہے گا کہ اگر اتنا ہی ہوتا تو پھر بہت سے آدمی ایجادات میں ترقی کر سکتے تھے اور امن عامہ میں خلل ڈال سکتے تھے اس خرابی کو دور کرنے کے لئے ہی تو باقاعدہ فوجوں اور مستحکم قلعوں کی ضرورت پڑی اس سے معلوم ہو گیا کہ انسان کی فطرت چاہتی ہے کہ رعب۔ سطوت۔ جبروت اور جلال کے بغیر وہ عادتاً تعمیل نہیں کر سکتا۔ دیکھو اگر ایک رقعہ اعلیٰ سے اعلیٰ نفیس کاغذ پر اپنے ایک دوست کو لکھوں تو اوسکی تعمیل میں خواہ میرا اتحاد نہ اوسکی دل خوش کن اور موثر الفاظ اور ظاہری صورت کیسی ہی کیسی ہو وہ قصور اور تکاہل کو کام فرما سکتا ہے لیکن وہ چھپے ہوئے منحوس کاغذ سمن یا وارنٹ جسکی بیہودہ اور بھدی تحریر اور خراب چھپائی اوسکی طرف دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتی اگر آ جاتا ہے اوسکو دیکھ کر تمام بدن میں رعشہ سا پڑ جاتا ہے اور جب تک اوسکی تعمیل نہ ہولے بدن کے تمام اعضا پر ایک زلزلہ سا پڑا رہتا ہے اور سو کام چھوڑ کر بھی دل اوسی تعمیل کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے کیوں؟ میرا رقعہ تو بلحاظ ظاہری مراتب کے اوس سے بدرجہا بہتر اور قابل دید تھا لیکن اوسکی تعمیل میں وہ فوری جوش اور وہ دل کو کپکپا دینے والی حالت پیدا نہیں ہوتی اس منحوس اور بیہودہ تحریر میں کیا بات ہے جو تعمیل ہی کی طرف دل کو کھینچے لئے چلی جاتی ہے۔ اسکا جواب ہے وہی سطوت۔ رعب۔ جلال اور جبروت جسکو انسان فطرتاً تعمیل کے لئے چاہتا ہے۔ میرے رقعہ میں جبروت اور شوکت کے علاوہ وہ انتقامی مقدرت نہ تھی جو ایک سمن یا وارنٹ کی عدم تعمیل کی صورت میں نظر آتی ہے یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اوس نے انسان کے اندر یہ ودیعت رکھدی کہ وہ کام کے کرنے کی طرف زیادہ جوش سے متوجہ ہوتا ہے جس کے نکرنے پر سزا کا اثر مرتب ہونے والا ہو اور جس کا اوسے یقین واثق ہو۔ اسی طرح سے یہ اخلاقی تعلیم ہے جو انسانی ذہن تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن خدا تعالیٰ کی غیب الغیب ذات ہر ایک انسان سے براہ راست کچھ نہیں کہہ سکتی اسلئے جو کچھ خدا تعالےٰ کا منشا ہوتا ہے وہ اُن فطرتوں کے موافق جن پر اوسکا اظہار مقصود ہوتا ہے کلام الٰہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جو ایسے سعید الفطرت انسانوں سے کیا جاتا ہے جو اُس کلام کے تحمل ہونیکا مادہ اور استعداد رکھتے ہوں۔ اب چونکہ کلام الٰہی جیسا ابھی ذکر کیا براہ راست ہر ایک انسان سے نہیں ہوتا اس لئے اگر وہ ایسی ہی صاف صاف اور بغیر کسی قسم کی تحدی کے ہو تو عام انسان بھلا اوسے ماننے ہی کیوں لگے جو خدا کی ذات اور اوس پاک وجود ہی کی بابت ہزار ہا شکوک اور وساوس پیش کرتے ہیں۔ اسکی مثال تو پھر وہی میرے رقعہ کی سی سمجھ لو خواہ وہ کیسے ہی خوشنما اور نفیس کاغذ پر کیوں نہ لکھا ہوا ہو۔ لیکن اوسکی تعمیل

ذرا مشکل ہی ہی ہوگی۔ پس بجز اس صورت کے کہ تحدی کے رنگ میں پیشگوئی کی جاوے اور اوس کلام کے سننے والوں کو معلوم ہو جاوے کہ اسکا متکلم صاحب جلال وجبروت ہے اور اوسمیں یہ مادہ ہی کہ اوسکی تعمیل نہو تو وہ حسب دلخواہ انتقام لے سکتا ہے اور ہم اوسکے مقابلہ سے ہی عاجز ہیں تو اوسکی تعمیل کی طرف ممکن نہیں کہ توجہ نہو۔ کلام الٰہی کی عظمت اور سطوت کی طرف جو لوگونکی توجہ میں بہت کم پاتا ہوں اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ اس پر غور نہیں کرتے اور تدبر کرنے کی عادت نہیں ڈالتے ورنہ اونکو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام میں یہ سلسلہ اور سُنت اختیار کی ہے کہ لوگوں کو یہ بتلانے کے لئے کہ اوسمیں انتقام کی طاقت اور قوت ہے اور اس غرض سے کہ لوگ اوسکی طرف رجوع کریں ایسے موقع پر مقابلہ کرنے والوں کے ذلیل اور خوار ہوکر نامراد ہوجانے کی پیشگوئیاں کی ہیں اور اپنے شوکت اور جلال اسماء ذو انتقام۔ العزیز۔ الغالب۔ القہار وغیرہ استعمال کئے ہیں تاکہ انسان کے دل میں جو فطرتاً بارعب احکام کی تعمیل کرنی چاہتا ہے۔ تعمیل اور فرمانبرداری کا مادہ پیدا ہو۔ دیکھو جیسا گورنمنٹ کو نظام عالم جسمانی کے لئے باوجود بیش قرار تحقیقاتوں اور جدید کلوں کے ایجاد واختراع کے پھر متحصن قلعوں اور قواعددان باقاعدہ فوجوں اور پولیس کا انتظام کرنا ہوتا ہے اسی طور پر اللہ تعالےٰ نے روحانی نظام کا انتظام کرنا چاہا ہے اور یہ اس لئے تا انسان کو اوسکے سمجھنے میں اشکال اور دقتیں پیدا نہوں۔ اور چونکہ مشہودی طور پر انتظام کے اصول اور سیاست مدن کے قاعدوں کو دیکھتا ہے اس لئے دوسری طرف روحانی عالم میں ایک صاحب بصیرت توفی الفور سر تسلیم رکھدیتا ہے لیکن نادان احمق ان باتوں کا خیال تک بھی نہیں کرتا جیسے بدمعاش اور اوباش لوگ باوجود آنکھوں سے دیکھنے کے سرکاری قوانین اور احکام کی پروا نہیں کرتے اس طرح پر نظام روحانی میں بھی شوہ پشت اور اندھے اور بہرے لوگ۔ اسی طرح پھر اکڑتے اور سر پھیرتے ہیں اور آخر ایسے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں جسکے خیال سے ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ چونکہ انسان کے لئے اخلاقی تعلیم ہی مقصود بالذات اور اوسکی تعمیل بجز تحدیانہ پیشگوئیوں کے مشکل کیا محال تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہی طریق اختیار کیا جس کا انسان عادی ہے۔ پس مینے ایک عرصہ کے غور اور تدبر کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ بجز اسکے اخلاقی تعلیم یقیناً چل ہی نہیں سکتی۔ اور اگر یہ طریق استعمال نہ کیا جاتا تو یقیناً سمجھو کہ فلاسفروں کی تھیوریوں سے زیادہ رنگ اوسے نہ آتا۔ فلاسفروں کی کتابوں کو جنہوں نے پڑھا ہے جنہوں نے یونانیوں کے عجیب وغریب سلسلہ میں انکے فلاسفروں کے اقوال اور تعلیمیں پڑھی ہیں یا کسی اور قوم کے فلاسفروں۔ خشک حکیموں کے ملفوظات کو دیکھا سنا یا پڑھا ہے کیا کوئی قوم کوئی متنفس اونکی نسبت یہ دعوے کرسکتا ہے کہ وہ اپنی صورت میں ایک مرتب اور منتظم نظام رکھتے ہیں؟ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی ایسا نہوگا جو اس قسم کا دعوے کرے ہاں ایک ہی نہ ہوگا۔

مینے خوب غور کرکے دیکھا ہے اور خوب فکر کرکے گھنٹوں اور پہروں سوچ سوچ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عجیب عجیب باتیں کرنے والے اپنی طلاقت سانی اور جادو بیانی سے ایک حالت طاری کرنے والے بہت ہوئے ہیں لیکن کیا کوئی پتہ دے سکتا ہے کہ اونکی باتوں کو کوئی وقعت حاصل ہوئی ہو اور وہ جڑ پکڑ کر راسخ ہوگئی ہوں میں جانتا ہوں کوئی نہیں۔ سوال ہوسکتا ہے کہ کیوں؟ وہ پاک تعلیموں کی مد میں داخل نہیں کی گئیں یا کم از کم نہیں ہوسکتیں؟ یا اس سے بھی کم اور ادنےٰ درجہ پر موثر نہیں ہوسکتیں؟ میں تو یہی کہوں گا اور نہ میرا کہنا یہ صرف سرسری اور معمولی طور پر ایک منہہ کی بات ہے نہیں مینے تجربہ کرلینے کے بعد ایک عرصہ تک سوچ سمجھ کر نتیجہ نکال کر یہ رائے قایم کی ہے اور اب جسکے صحیح ہونے کا مجھے خدا کے فضل سے ایسا ہی یقین ہوگیا ہے جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں کہ اونمیں وہ اعجاز اور استغنا کی فوق الفرق قوت نہیں پائی جاتی۔ جو عمل کے لئے بلا انفکاک ساتھ ہونی چاہیے۔ میں اپنی روح کا وجدان اور ذوق بیان کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی عظمت اور سطوت اس سے معلوم ہوتی ہے کہ اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں باوجود انسان کے ہمہ تن فروتنی اور بے کسی کے خدا تعالیٰ کی اوس فوق الفوق نمونے اور شہادت کو دکھلا دیا ہے جس سے زیادہ متصور اور ممکن نہیں۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اگر خدا کا یہی منشاء تھا اور یہ بات اس امر کی مقتضی تھی تو براہ راست اپنی الوہیت کی ہر صفت کو ظاہر کر دیتا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ظاہر کیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف ایک عاجز انسان۔ فروتنی اور بے کسی کی مجسم تصویر اس پر اس سے وہ عجوبے اور اخلاقی نمونہ ظاہر ہوں کہ خدائی نشان کا رنگ نظر آوے بات یہ ہے کہ اوسکی فروتنی اور تباہ ہونے والی حالت خواہ اس امر کی مقتضی پڑی ہوئی ہے کہ اوسکو بچا لیا جاوے۔ دیکھو ایک طرف مخالفین ومشرکین مکہ کی سر توڑ کوششیں آنحضرت صلعم کے خلاف مجموعی طور پر ہو رہی ہیں اور دوسری طرف وہی عاجز انسان اپنی کامیابی اور اپنے بچ جانیکی پیشگوئیاں کر رہا ہے اور پھر ایسے وقت میں کہ جدھر نظر اُٹھاتا ہے مخالف ہی مخالف نظر آتے ہیں مگر وہ کونسی چیز ہے جو اوسکے ارادوں کو پست نہیں ہونے دیتی؟ وہ کیا شئے ہے جو اوسکو لوگوں کی مخالفانہ باتوں کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرنے دیتی؟ وہ اوسی فوق الفوق طاقت کا سہارا اور اطمینان ہے جو اوسکو اپنے غیبی ہاتھ سے سنبھالے ہوئے ہے۔ اب ایسی حالت میں اور ایسی مخالف عظیم میں اوسکا بچ نکلنا اور مخالفوں کا ذلیل اور تباہ ہونا ہی ایک الٰہی رنگ میں اخلاقی اعجاز ہے۔ میرے دل میں یہ بات ایک آہنی میخ کیطرح گڑ گئی ہے کہ اگر اقتداری پیشگوئیونکا سلسلہ اور اقتداری خوارق بھی نہ ہوتے تو بھی اخلاقی خوارق کا سلسلہ اسقدر وسیع اور موثر ہے کہ وہ ایک مستعد طبیعت کے لئے بہت کچھ سیری اور اطمینان کا سامان مہیا کرسکتا ہے۔ لیکن نادان منکر ان باتوں کو دیکھ کر بھی منکر کے منکر ہی رہتے ہیں۔

ممکن نہیں کہ دنیا کی کتابیں کسی صداقت سے خالی ہوں اونمیں بھی صداقتیں ہیں لیکن قرآن کریم نے اخلاقی تعلیم کے سلسلہ کو ایسا موکد کیا ہے کہ اوس کی نظیر نہیں ملتی۔ اسکی وجہ مجھے یہ ہی معلوم ہوئی ہے کہ چونکہ ابتدائے آفرینش سے لیکر ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قسم کی ضرورتیں پیدا ہوگئی تھیں اور درجہ کمال تک پہونچ گئی تھیں اسلئے آپ ہادی کامل ہوکر آئے۔ وہ جو صفات الٰہیہ مختلف اوقات میں مختلف نبیوں کے ذریعہ خاص طور پر

ظاہر ہوئیں وہ آپ میں یکجائی طور پر مجتمع ہو گئیں۔ یہ ہے راز ختم نبوت کا اور سید الرسل ہونے کا۔

اور چونکہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہنے والا ہے اس لئے اوسکی زندگی اور بقا کے لئے آنحضرت صلعم کے نمونے دنیا میں آتے رہیں گے میں نے یہ بھی خیال کیا کہ قرآن کریم میں اخلاقی خوارق پر زیادہ زور کیوں دیا گیا اور اخلاقی تعلیم ہی کو موکد کرنے پر بہت لحاظ رکھا تو یہ بات میرے دل میں ڈالی گئی کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے وقت دنیا بھر کی اخلاقی حالت بگڑ رہی تھی اور مورلیٹی اور سوسایٹی کے اصول زیر نظر نہ رہے تھے بلکہ مطلق نہ تھے اس لئے اس سلسلہ پر زیادہ زور قرآن کریم میں دیا گیا ایک اور لطیف بات بھی میری سمجھ میں آئی ہے کہ دنیا میں ہر ایک قسم کے کبیرہ اور صغیرہ گناہ بداخلاقی ہی کی نوع سے ہیں اور نفس گناہ بلا لحاظ صغیرہ کبیرہ کے خواہ ایک بداخلاقی ہے۔ پس گناہ کو زایل کرنے کے لئے خدا کو روپ دہار کر صلیب لینے کی ضرورت نہ تھی (تعالیٰ شانہ) گناہ کا علاج کسی بے گناہ کا خون نہ تھا اور نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ام الجرائم یعنے گناہ کی جڑھ کو کاٹنا تھا اور اوسکی جگہ صلاحیت اور پاکیزگی کو پیدا کرنا تھا پس وہ درجہ وہ طریق اگر دنیا میں کامل طور پر کسی کتاب نے سکھایا تو وہ قرآن ہے وہ معلم جس نے گناہ کی فلاسفی دنیا پر ظاہر کی وہ عرب جیسی صحرا نشین اقوام میں کا ایک اُمّی عربی تھا فداہ امی وابی جسکا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم احمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اخلاقی تعلیم اور اخلاقی خوارق ہی ہمارے اور ہمارے مخالفین کے درمیان مابہ الامتیاز ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں ہی بڑے بڑے لیڈروں اور قومی ریفارمیشن کے مدعیوں نے اخلاقی تعلیم کی ضرورت محسوس کی ہے اور ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز نے بھی اسی ضرورت کو محسوس کرکے اخلاقی تعلیم کی تحریک کی ہے اور پرزور الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ اخلاقی حالت بگڑ رہی ہے مورلیٹی اور اخلاقی تعلیم پر کتابیں لکھوائی جا رہی ہیں۔ بزرگوں کا لحاظ اُٹھ گیا سوسایٹی کے اداب فراموش ہو گئے اب ضرورت پڑی ہے کہ اخلاقی تعلیم کا سلسلہ مرتب ہو کر جاری ہو میں مانتا ہوں کہ ایسے سلسلہ جاری ہو سکتے ہیں۔ اور کوئی روک اون کے اجرا میں نہیں ہو سکتی لیکن

سوال یہ ہے کہ تعمیل کیونکر ہو؟ میں تو دیکھتا ہوں کہ اخلاقی تعلیم کا مدارس میں خاص لحاظ رکھا جاتا ہے اونکی درسی کتب میں اخلاق اموز مضامین درج ہیں لیکن تعمیل میں وہی تکاہل اور تساہل ہے جو پہلے سے ہو رہا ہے۔ مجھ تو وہی اپنے رقعہ کا مضمون یاد آتا ہے کہ جس چیز نے میرے دوست کو اوسکی تعمیل میں تکاہل کا چٹان بنا دیا وہی تعمیل میں سستی کا موجب یہاں ہو رہا ہے۔ لیکن مایوس ہونے کی جگہ نہیں۔ گھبرانے کا مقام نہیں ایک امام آیا آسمانی معلّم اُترا ہے جو اپنے نمونہ سے جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر آنے والے انسان کامل علیہ الصلواۃ والسلام کا کامل نمونہ ہے اخلاقی اور یقینی طاقت کو طاقت دینا چاہتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے اور میں نے اپنی نوٹ بک میں اسکو لکھ رکھا ہے کہ جالندھر کے مقام پر ایک شخص نے حضرت اقدس امام صادق حضرت میرزا صاحب کی خدمت میں سوال کیا کہ آپکی غرض دنیا میں آنے سے کیا ہے؟ مجھے خوب یاد ہے اور وہ سماں میری آنکھوں کے سامنے ہے اور میں صادق ہوں اس لئے مجھے اس کے نقل کرنے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا اس امام برحق نے جس لب ولہجہ میں اس سوال کا جواب دیا اوس کا ذوق کچھ میری ہی روح احساس کر سکتی ہے (جسکو ایک ایک بات کیطرف اپنے مذاق کے موافق خیال رہتا ہے)

غرض آپنے فرمایا کہ **میں اس لئے آیا ہوں تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں۔**

جو لوگ سچائی کی روح اپنے اندر رکھتے ہیں اور جو روشنی اور راستی کے فرزند ہیں وہ اس جواب پر ذرا غور کریں خدا کے لئے سوچیں کہ یہ الفاظ کسی شخص کے موہنہ سے نکل سکتے ہیں کیا کسی عام عقل کے انسان کے خود تراشیدہ خیالات کا نتیجہ ہو سکتے ہیں یا کسی آسمانی عقل اور آسمانی نور اپنے دماغ میں رکھنے والے معلّم کے موہنہ سے نکلتے ہیں؟ اونیس سو سال پیشتر یہودیوں کی اصلاح کے لئے آنیوالا ناصری معلّم بھی یہی کہتا ہے کہ ایمان کی قوت کو پیدا کرنے کے لئے آیا ہوں اور یہ اُسی کے قدم پر آنیوالا ابن مریم بھی اوسی ضرورت کو اپنا مشن قرار دیتا ہے۔ سنو! سنو!! ابھی ایک اور بات بھی ہے جو میری نوٹ بک میں درج ہے۔ اور وہ واقعہ بھی یہی

جالندھر کا ہے ہماری جماعت کے ایک آدمی ہمارے بھائی منشی محمد اروڑا صاحب نے سوال کیا کہ حضرت ایمان کتنی طرح کا ہوتا ہے۔ آپنے جواب اوسکا فرمایا بہت ہی لطیف اور سلیس ہے کہا ایمان دو قسم کا ہوتا ہے موٹا اور باریک۔ موٹا ایمان تو یہی ہے کہ دین العجائز پر عمل کرے اور باریک **ایمان** یہ ہے کہ **میرے پیچھے ہولے۔** میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس فقرہ کو سنکر میری روح تڑپ اُٹھی اور وجد کی سی حالت طاری ہو گئی۔ یہ فقرہ سنتے ہی معاً یسوع ناصری کے ملفوظات پر نظر پڑنے لگی۔ تو اوسے بھی یہی کہتے پایا کہ اپنی صلیب اُٹھا کر میرے پیچھے ہولے۔ اللہ اللہ کسقدر تشابہ ہے۔ میرے پیچھے ہولے یہی تو ایمانی طاقت نشوونما ہے الغرض اخلاقی طاقت کو بڑھانے اور اخلاقی تعلیم کی تعمیل کے لئے عادتاً اس بات کی ضرورت ہے کہ متکلم کے کلام میں ایک سطوت اور جلال چمکتا ہو جب تک کہ متکلم کی انتظامی طاقت پر ایمان نہو ممکن نہیں کہ اوسکی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش ہو سکے یہی تو وجہ ہے کہ چھوٹے ریفارمروں اور مصنوعی لیڈروں کی باتیں اوسی وقت تک اثر رکھتی ہیں جب تک کہ وہ سٹیج پر کھڑے ہو کر اپنی تقریروں سے لوگوں کو مسحور کرتے ہیں۔

اس نظام کو ہم انسان کی اپنی حالت میں دیکھتے ہیں کہ جب کوئی صفت انسانی جذبات اور حیوانی جوشوں کی حرکت میں آتی ہے تو معاً سائے کیطرح سے ایک تنبیہی تازیانہ اندر ہی سے ندامت کا لگتا ہے اسی طرح سے ہمہ اعتماد۔ ہمہ امید اور شاید گستاخ کرنے والی امید کے ساتھ اگر رونگٹے کھڑے کرنے والا قول ان عذابی ھو العذاب الالیم اگر ساتھ نہوتا تو میں نہیں کہہ سکتا کوتاہ بین انسان کس اندھے کنوئیں میں جا گرتا۔

قدرت کا علی الانتقام ثابت کرنے کیلئے اور کیا ہو؟ کیا خدا کی آواز آوے یا سورج کی چمک کی طرح بلا واسطہ یہ کہا جاوے کہ یہ واقعہ یوں ہے۔ نہیں تقاضائے قدرت یوں نہیں پھر وہ کس رنگ میں دکھائی دیتی ہے وہ رنگ ان پیشگوئیوں ہی کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔

دیکھو! ہمارے سید و مقتدا رسول کریم صلی اللہ علیہ السلام عجز وانکسار کا جامہ پہن کر تیں کھڑے ہوئے اس سے بڑھ کر عجز کی تصویر ممکن نہیں کھینچ سکے اگر کسی قسم کا سامان حضور کو میسر تھا تو کوئی بتلائے والدین کا سایہ

پر نہیں۔ کوئی رفیق اور دوست نہیں۔ سارا عرب اوسکی مخالفت پر تلا ہوا ہے اور یہ مرد خدا یکہ و تنہا اون ہمہ تن شرارت اور شرک مجسم باشندوں کو ایک خدا کی طرف بلاتا اور اپنی رسالت کی دعوت کرتا ہے۔ مخالفت بہی کوئی معمولی مخالفت نہیں بلکہ مذہبی رنگ کی مخالفت اور پہر مذہبی اختلاف بہی کوئی رسمی اختلاف نہیں ویسا اختلاف کہ اوس سے بڑھ کر اختلاف بہی ممکن نہیں۔ الغرض وہ عجز کی تصویر ناتوانی اور بیکسی کی تصویر جو خدا تعالی کیطرف سے رحمۃ للعالمین ہو کر آئی ہے جو ایک عرب نہیں ربع مسکون کے لئے مبعوث ہوا ہے اوس بیحد مخالفت کے اثنا میں پکار کر کہتا ہے سیہزم الجمع ویولون الدبر۔ اے بیخبر نہیں بلکہ حق کے مخالفو! سن رکھو!!! کہ عنقریب وقت آتا ہے کہ ساری جماعتیں نابود اور پراگندہ ہو جائیں گی۔ اللہ اللہ کسقدر استقلال اور استقامت ان الفاظ میں موجود ہے۔ ایک احمق اوس بیکسی کی حالت میں ان باتوں کو سنکر ہنس سکتا ہے اور تمسخر میں اڑا سکتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالی کی عظمت اور اوسکی غیرت اپنے بندوں ہاں اپنے بندوں یعنی عباد الرحمن کیلئے کیونکر جوش مارتی ہے اور کسطرح پر حق کے مخالفوں کو زور آور حملوں کے ساتھہ اپنی چمکار دکہاتی ہے غرض اوس ناتوانی اور بیکسی کے عالم میں وہ ہادی کامل اونکو پکار کر کہتا ہے کہ عنقریب جماعتوں کے پراگندہ اور نیست و نابود ہونیکا وقت آتا ہے قرآن کریم کے الفاظ اور ترتیب بہی کیسی جامع ہے دیکہو یہاں الجمع کا لفظ فرمایا۔ ساری جماعتیں۔ ہو سکتا تہا کہ الشعرا۔ الفقرا۔ البطال۔ القتامون۔ السفاک اس موقع پر استعمال کر لیتے۔ مگر کیوں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جاتا جو کسی خاص گروہ کو مخصوص کر دیتا۔ یہ تو اوس صورت میں ہو سکتا کہ اوس رسول کو اپنی قوت پر بہروسا ہوتا مگر یہاں تو وہ بات ہی نہیں اپنی ذات میں تو وہ کچھہ بہی نہیں ایک عاجز و بیکس انسان اوسکی نظر تو آسمان کی وحی پر ہے اور خدا تعالی کی فوق الفوق قدرتوں کے نظارے اوسکے سامنے مجسم ہو ہو کر پہر رہے ہیں۔ اگر وہ رسول اپنے خیال اور اپنی دلی جذبہ سے رسالت جیسا عظیم الشان دعوی کر بیٹھتا۔ اور قطع نظر اس بات کے کہ جہوٹے مدعی رسالت خود بخود ہی ضایع ہو جاتے ہیں تو ایسا ممکن تہا کہ اپنی قوت اور آئندہ کے آثار اور قراین کو دیکھہ کر کہہ دیتا کہ جب قوت حاصل ہو جائیگی تو ہلاک کر دونگا۔ اور بازی بیجا کر اپنی صداقت کی دلیل ٹہرالیگا مثلاً قصاید کی مشق شروع کر دی اور ادب میں مہارت پیدا کر کے دس بیس دن یا دو چار سال بعد فصیحوں کو کہدیا کہ تم میرا مقابلہ فصاحت میں نہ کر سکو گے اس طرح دوسرے فنوں میں مہارت پیدا کر لینے کے بعد اس فن کے مدعیوں کو چیلنج کر دیا کہ تم میرا مقابلہ نہ کر سکو گے اگر طاقت ہے تو آؤ کرو۔ ایسا گمان ہو سکتا ہے اور یہ باتیں ممکنات سے نہیں لیکن بتلاؤ تو سہی ایک انسان محدود القویٰ ایک احساس کے ساتھہ ہاں ایک اطلاق کے ساتھہ کہہ سکتا ہے کہ سیہزم الجمع۔ تمام جماعتیں خواہ کسی رنگ میں ہوں عنقریب نابود ہو جائیں گی اور شکست پا جائیں گی عیسائی اپنے علموں اور رہبانیت کو لیکر دعا کی قبولیت کو لیکر آ جائیں وہ میرے مقابلے میں فایز المرام نہ سکیں گے اور پہر دیکہو کتنا عظیم الشان دعوی ہے ایک آدمی کسی خاص متنفس کو نہیں کہا کل جماعتیں۔ ہر ایک جماعت میں جسقدر شریک ہیں وہ سب کے سب لیکن میرے مقابلہ میں نامراد ہو کر رہ جائیں گے۔ فصیح اپنی فصاحت اور لسانی طلاقت کے حربہ میں مقابلہ آئیں وہ میرے مقابلے میں گنگے ہو جائیں گے۔ کوئی میرے مقابلہ میں آ کر شکست کہا جائے گا۔ ایک دہریہ اور میٹریلسٹ کے لئے جو انسانی قویٰ کے حدود کو جانتا ہے اور تنسل نکالنے کے لئے سامان اور رکاول ہی ایک ذریعہ سمجھتا ہے۔ اس آواز میں اگر وہ سوچے ایک زبردست ہستی کی صدا سنائی دے سکتی ہے۔ اس ظاہر حالت میں کہتا ہے کہ کوئی ساز و سامان نہیں فکیدونی جمیعا۔ جس قدر طاقتیں تم میرے مقابلہ کے لئے رکہتے ہو سب خرچ کر لو۔ اور پہر دیکہو کہ تم کو کہاں تک کامیابی ہوتی ہے۔

ہمارے ملک میں تو یہ کڑ ہی کبہی نہیں چلتی۔ یہاں عرب الوبا کو ذرا ذرا سی بات پر بگڑ بیٹھے اور قبایل تک کی صفائی کر دینے کو طیار ہو جاتے ہیں چیلنج کیا جاتا ہے اور پہر چیلنج بہی یہ کہکر تم لا ینظرون پہر تم پر حرام ہے یہ تمہاری غیرت اور حمیت پر ایک ذایع اور دہبہ ہے اگر مجہے مہلت دو ایک عاجز اور بیکس انسان کوئی سامان نہیں رکہتا ایک چیونٹی کو بہی ملنے کا مصالحہ پاس نہیں لیکن ایک بڑے وثوق اور بہاری سعود کے ساتھہ پورے اطمینان اور استاد سے ایک شریر کو چہیڑتا ہے اور مقابلہ کے لئے اکساتا ہے اور تحدی کے طور پر کہتا ہے فکیدونی جمیعا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ایک گہڑی کا پتہ دیتا ہوں جو آنے والی ہے مبارکبادی اور خوشی کی گہڑی نہیں بلکہ تلخ کامی اور مصیبت کی ساعت جبکہ سب حیران ہوں گے ایں بلا یہ مصیبتیں اور تلخ کامیاں کہاں سے ٹوٹ پڑیں اونکا تو بظاہر نام و نشان تک نہ تہا۔ پہر وہ مصایب اور وہ ناکامیوں کا حربہ اگر پانچ چہہ ماہ بعد اون پر آپڑتا تو کسی شیر دلانی اور سازش کا خیال ہو سکتا تہا۔ دراز سلسلہ مصایب کا چلتا ہے اور چند غلاموں کا نیست و نابود ہونا ہی ساتھہ ہے ایسے ہزارہا فتن کے بعد ایسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ منشا تہا اس سے ثابت ہوا کہ جسنے کہا تہا سیہزم الجمع وہ کوئی فتنہ پرداز منصوبے باز سازشی انسان نہ تہا بلکہ ایک مقدس اور آسمانی معلم تہا لاریب وہ اللہ کا رسول اور اوسیکا مرد تہا جسنے اسقدر دعوے اور پورے اعتماد سے کہا سیہزم الجمع۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی قادر اور برتر ہستی اور زبردست ہاتھہ تہا اور ہے جسکے سہارے سے وہ لتا ہے۔ اس زمانہ میں بہی ایک ایسی ہی آواز سنائی دی اور بڑے شد و مد سے لیکن مجہے اون نادانوں پر سخت افسوس آتا ہے جو جانتے ہیں یہی الفاظ بولنے والا ایک صادق امین علیہ التحیۃ والتعلیم زمانے کو دکہا چکا ہے کہ یہ لفظ کسی معمولی انسان کی طاقت سے ظاہر نہیں اور انہیں ایک ہیبت اور جلال کے آثار نظر آتے ہیں۔ مگر اس وقت جب ایک صادق بولتا ہے تو اوسکو اوسی نظر سے نہیں دیکہتے؟ افسوس ہے اونپر جو اوس نامبارک ساعت کا انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جو آمنا وصدقنا کہہ کر فاکتبنا مع الشاہدین کہتے ہوئے وجد کر اٹھتے ہیں

ایک شخص نے اپنے زعم میں خیال کر کے کہ عقل کے مدارج پر پہونچ گیا ہے اور بڑے بڑے حقایق عالیہ بیان کرتا ہے اور درحقیقت بعض لوگوں میں یہ دہوکا سرایت کر گیا ہے کہ وہ بڑا عالی خیال ہے تین سال پیشتر ایک شخص نے جسکو چودہویں صدی میں خوش وقت پڑہا ہوگا خط لکہا کہ امام الوقت کا اقتدا کیا جاوے اوس نے کہا اس زمانہ میں معقولی تحریر کرتا سید احمد خاں پر ختم ہوا اور تقوی۔ ورع سید احمد پر تمام ہو گیا اب ہمارے لئے کسی دوسرے امام کی تقلید ضروری نہیں اور خدا تعالی کی وحی کی بابت یہ ہے کہ وہ دل سے پہوٹتی ہے اور دل پر بڑتی ہے

(باقی آئندہ)

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تعبیر خواب

مخدومی مکرمی اخویم! سلمہ اللہ تعالےٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ - آپ کی خواب انشاء اللہ تعالےٰ نہایت مطابق واقعہ اور درست معلوم ہوتی ہے اور تعبیر صحیح ہے - جن لوگوں کو تاویل رویا کا علم نہیں اُن کو ان تعبیرات میں کچھہ تکلف معلوم ہوگا - مگر صاحب تجربہ خوب جانتے ہیں کہ رویا کے بارہ میں اکثر عادت الٰہیہ اسی طرح پر جاری ہے کہ حقیقت کو ایسے ایسے پیرایوں اور تمثیلات میں بیان فرمایا ہے

مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ ایکمرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ خواب دیکھی کہ عقبہ بن رافع کے گھر کہ جو ایک صحابی تھا - آپ تشریف رکھتے تھے - اُسی جگہہ ایک شخص ایک طبق رطب ابن طاب کا لایا - اور صحابہ کو دیا - اور رطب ابن طاب ایک خرمہ کا قسم ہے کہ جو ابن طاب نام ایک شخص نے پہلے کہیں سے لاکر اپنے باغ میں لگایا تھا - پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی یہہ تعبیر کی کہ دنیا و آخرت میں صحابہ کی عاقبت بخیر ورفعت ہے اور حلاوت ایمان سے وہ خوشحال اور متمتع ہیں - سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کے لفظ سے عاقبت کار نکالا - اور رافع خدا کا نام ہے اُس سے رفعت سمجھہ لی - اور خرما کی حلاوت سے حلاوت ایمانی لی - اور ابن طاب میں طاب کا لفظ ہے جس کے معنے ہیں خوشحال ہوا - پس اس سے خوشحال ہونیکی بشارت سمجھہ لی - غرض تعبیر رویا میں ایسی تاویلات واقعی اور صحیح ہیں - اور آپ کی خواب بہت ہی عمدہ بشارت ہے - محافظ دفتر کے لفظ سے یاد آتا ہے کہ ایکمرتبہ اس عاجز نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالیشان حاکم یا بادشاہ کا ایک جگہہ خیمہ لگا ہوا ہے - اور لوگوں کے مقدمات فیصل ہورہے ہیں - اور ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے یہہ عاجز محافظ دفتر کا عہدہ رکہتا ہے - اور جیسے دفتر دیکہیں مسلیں ہوتی ہیں - بہت سی مسلیں پڑی ہوئی ہیں - اور اس عاجز کے تحت میں ایک شخص نایب محافظ دفتر کی طرح ہے - اتنے میں ایک اردلی دوڑا آیا کہ مسلمانوں کی مسل پیش ہونیکا حکم ہے وہ جلد نکالو - پس یہہ رویا بہی دلالت کررہی ہے کہ عنایات الٰہیہ مسلمانوں کی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ ہیں - اللہ یقین کامل ہے کہ اُس قوت ایمان اور اخلاص اور توکل کو جو مسلمانوں کو فراموش ہوگئے ہیں پہر خداوندکریم یاد دلائیگا - اور بہتوں کو اپنی خاص برکات سے متمتع کریگا کہ ہر ایک برکت ظاہری اور باطنی اُسی کے ہاتہہ میں ہے - اس عاجز نے پہلے لکھدیا تہا کہ آپ اپنے تمام اورادِ معمولہ کو بدستور لازم اوقات رکہیں صرف ایسے طریقوں سے پرہیز چاہیے جن میں کسی نوع کا شرک یا بدعت ہو - پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اشراق پر مداومت ثابت نہیں - تہجد کے فوت ہونے پر یا سفر سے واپس آکر پڑہنا ثابت ہے لیکن التقدیم کوشش کرنا اور کریم کے دروازہ پر پڑے رہنا عین سنت ہے

واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون

مکرمی مخدومی! مولوی عبد القادر صاحب کی خدمتمیں اس عاجز کا سلام مسنون پہنچا دیں - خداوندکریم کا ہر ایک شخص سے الگ الگ معاملہ ہوتا ہے - اُسی طور کی فطرت بہی واقع ہوتی ہے - اس عاجز کی فطرت پر توحید اور تفویض الی اللہ غالب ہے - اور معاملہ حضرت احدیت یہی ہے کہ خودروی کے کاموں سے سخت منع کیا جاتا ہے - یہہ مخاطبت حضرت احدیت سے بارہا ہوچکی ہے - لا تقف ما لیس لک بہ علم ولا تقل لشیءٍ انی فاعل ذلک غدا - سو چونکہ بیعت کے بارے میں اب تک خداوندکریم کی طرف سے کچھہ علم نہیں - اسلیئے تکلف کی راہ میں قدم رکھنا جایز نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا - مولوی صاحب اخوت دینی کے بڑہانے میں کوشش کریں - اور اخلاص اور محبت کے چشمہ صافی سے اس پودہ کی پرورش میں مشغول رہیں تو یہی طریق انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ہوگا - خلقتم من نفس واحدۃ جزء البدن مستفیض مما استفاض البدن کلہ وکونوا مع الصادقین ہم قوم لا یشقی جلیسہم والسلام -

بخدمت خواجہ علی صاحب السلام علیکم

ابہی مولوی صاحب کا اسجگہہ تشریف لانا بے وقت ہے یہہ عاجز حصہ چہارم کے کام سے کسیقدر فراغت کرکے اگر خدا نے چاہا - اور نیت صحیح میسر آگئی تو غالباً امید کیجاتی ہے کہ آپ ہی حاضر ہوگا والامر کلہ فی ید اللہ وما اعلم ما یبدیہا فی الغیب فقط ؀

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں

ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خداتعالےٰ کا ہمیشہ ایک اٹل اور لا تبدیل قانون پاتے ہیں کہ بدوں ضرورت حقہ وہ کسی نبی یا مرسل کو مبعوث یا مامور نہیں فرماتا - اسی کی طرف اشارہ ہے - بالحق انزلناہ وبالحق نزل -

خداتعالےٰ کے فعل یعنی صحیفۂ فطرت میں ہم یہہ کہلے طور پر دیکھتے ہیں کہ بادل اُسی وقت اُمنڈ اُمنڈ کر آتے ہیں جب اُن کی اشد ضرورت ہوتی ہے - ورنہ بمحل - بیوقت غیر ضروری فعل کی نسبت اللہ کریم کی طرف کبہی نہیں ہوسکتی ہے جو حکیم بہی کہلاتا ہے - پس یہہ ضروری بات ہے کہ جب کوئی مصلح آوے تو اُسکی ضرورت واقعی طور پر اہل زمین محسوس کرتے ہوں - مندرجہ عنوان شعر ایک ایسے مقدس آدمی کے منہ سے نکلا ہے جو اپنے آپ کو چودہویں صدی کا ریفارمر مامور الٰہی قرار دیتا ہے - اور اپنی تصدیق میں یہہ دو زبردست شہادتیں زمین اور آسمان کی پیش کرتا ہے - سماوی تائیدات اور آسمانی نشانات کچھہ شک نہیں اُس شخص کے ساتھہ ضرور ہونگے جو عند الضرورت اہل زمین کا محتاج الیہ ہوکر آیا ہے ورنہ وہ اُس سے استفادہ کیونکر کرسکتے ہیں - ہم کو اسوقت سماوی تائیدات پر بحث کرنا مطلوب نہیں - اسلیئے اسے اس مضمون کی تکمیل کی خاطر کسی دوسرے وقت کے لئے ملتوی کرتے ہیں - صرف ہم اسوقت الوقت میگوید زمیں پر غور کرنا چاہتے ہیں -

انڈیا ہی کی سرزمین ہاں بہارت کہنڈ کی بہومی ہی پکار پکار کر نہیں کہہ رہی کہ وہ آسمانی بارش کی محتاج ہے - بلکہ سنو سنو!

بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند این ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

زمین کے ہر چہار کونوں سے ایسی ہی صدائیں آرہی ہیں - چنانچہ مصری جریدہ المنار نے اپنے ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے اشو میں زمانہ کی موجودہ حالت کا جو رونا رویا ہے - اُسے ہم بہی اپنے ناظرین کے لئے ترجمہ کرکے بطور حاصل مطلب کے شایع کرتے ہیں - گو پورا لطف اور اثر تو اصل الفاظ ہی پر ہوسکتا ہے تاہم ہم اس موقع کو پہنچنے کی کوشش کرینگے ایڈیٹر

وہو ہذا

اے اللہ! کیا ہم اپنے اکابر و عمائد کی اطاعت کریں جنہوں نے ہم کو راستہ سے بہکا دیا؟

الٰہی! الغیاث! الغیاث!! - المدد! المدد!! الٰہی! اس امت کی حالت زار پر بہی یک نظر ہو جو سعید ہوکر شقاوت کی راہوں پر چل پڑی - جو حکومت کے بعد رسن غلامی میں جکڑ دی گئی - معزز تہی ذلیل ہوگئی - متمول تہی حقیر و مفلس بنی - اہل قوت و جبروت تہی - کمزور و ضعیف ہوئی - عالم تہی - جاہل کہلائی

عدل و انصاف کو چھوڑ کر ظالم بنے۔ اطاعت اللہ کو چھوڑ کر فاسق ہو چلے۔ ہاں! اسی امت نے انعام اللہ کی تحقیر کی اور ناشکری کی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے (جو اعمال و افعال پر نتایج مترتب کرتا ہے) اُن کی ایسی بد اعمالیوں پر اُن کو قحط اور خوف ہی کا نشانہ نہ بنایا بلکہ وقتاً فوقتاً اُن کو۔ کہ اُنہوں نے پسندیدہ باتوں کو غیر پسندیدہ اور ممنوعات کی مد میں داخل کیا اور ممنوعات اور غیر مشروع کو پسندیدہ بنالیا نادان اہل الرائے مانے گئے۔ اور عقلمند احمقوں کے زمرہ میں داخل کیے گئے۔ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد اُن کا خیال ہی جاتا رہا۔ اور نافرمانی ترقی پذیر ہو گئی۔ ہر طرف جھوٹ ہی جھوٹ پھیل گیا۔ اور ممنوع چیزوں کا استعمال شروع ہو گیا۔ پس قوم کا طغیان و سرکشی غضب و غصہ الٰہی کو کھینچ لائی۔

(ہمارے حکام سے یہاں حکام اسلام مراد ہیں گورنمنٹ برٹش کو اور کوئی سلطنت مراد نہیں۔ کیونکہ وہ اسلامی احکام کے پابند نہیں ہیں۔ ایڈیٹر)

فسق و فجور میں آزادی کو کُھلے بندوں چھوڑ دیا۔ مگر علم اور فکر کی راہوں میں اسے پابزنجیر کر دیا۔ اور آسمانی شرائع اور قوانین کو چھوڑ کر وضعی اور انسانی قوانین کو دستور العمل قرار دیدیا اور ایک امیر کبیر کو اختیارات کلی دیدیئے جو محکم و مضبوط شرعیہ احکام کو منسوخ کرتا ہے اور غیر ممنوع کو مباح ٹھہراتا ہے اور مباح کو منع کرتا ہے۔ اور قابل سزا اسراؤں کو عفو کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ظلم و جفا کی وجہ سے مورد عذاب ہو رہے ہیں۔

الٰہی! ہمارے علماء قرآن کو اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ بیٹھے۔ اور مولفین کے طریق پر بحث اور جھگڑے کے ٹھیکے لے لئے۔ اور اس اعتقاد کا گمان کر لیا کہ عالم کے لئے ضروری نہیں کہ اُس کے سیکھنے والوں سے نہیں پوچھا گیا۔ اور جاہل مطلق سے پوچھتے ہیں تو وہ تیرے اس قول پاک کی تاویل کر لیتے ہیں کہ تم میں سے ایک گروہ جو بھلی باتوں کی طرف بلائیگا۔ اور پسندیدہ باتوں کا حکم کریگا۔ ہاں بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکے گا یہی گروہ فایز المرام ہونیوالا ہے۔ اور تیرا یہ قول کہ کیوں نہیں ہوتی ایک جماعت ہر ایک فرقہ سے ایسی لوگوں کی جو دین میں غور و فکر کریں۔ اور جب کسی قوم کی طرف جائیں تو انہیں آنے والے عذاب سے ڈرائیں تا کہ وہ حذر کریں

الٰہی! ہمارے قاریوں اور صوفیوں سجادہ نشینوں نے دین کو ایک کھیل اور بیہودہ شئے قرار دیدیا ہے۔ اور وہ حیات الدنیا پہ نازاں ہو رہے ہیں۔

ہاں! وہ مخنث فطرت کھیوڑے کی طرح قرآن کو گلی کوچوں میں۔ اور کھیل کود کے مجمعوں میں سُریں لگا لگا کر پڑھتے ہیں۔ مگر وہ قرآن اُن کے حلق سے متجاوز نہیں ہوتا۔ یعنے وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں۔ الٰہی! اُنہوں نے ذکر اللہ کو معمولی حال قال اور رقص و سرود سے بدل لیا ہے۔ اور اُن کے نزدیک ذکر الٰہی بجز زیر و بم کی آوازوں اور سازہائے مطرب کی گتوں کے اور کچھ نہیں۔

آہ! ہلاکت ہے اُن شقی القلب نادانوں پر! جنہوں نے ذکر الٰہی کو چھوڑ لیا۔ ہاں! ہاں!! خدا سے کاٹ دینے والی گمراہی میں یہی ہیں!!!

انہوں نے اُمت کو اپنے مقاصد کے لئے ذلت کی باگ سے چلایا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اُن کی ہمتیں پست ہو گئیں اور اُن پر عموم و ہموم نے غلبہ پالیا۔ اور پھر وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ بھی ایسے ہی ذلیل تھے باوصفیکہ تُو تو فرماتا ہے کہ عزت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور سچے مستحق۔ اُسکا برگزیدہ رسول صلعم اور عامۃ المومنین ہیں۔ اور ایسی کمزوریوں اور ذلتوں کو تقدیر کے تقاضے یعنے قضا و قدر پر محمول کرتے ہیں جنہیں بیجا رخوض تیرے پاک نبی صلعم نے منع فرمایا ہے۔

جیسا کہ تُو نے اپنی عزیز کتاب میں فرمایا ہے۔ مشرک کہینگے۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو ہم یا ہمارے اباؤ اجداد کیوں شرک ہوتے؟ اور ہم کسی چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں؟ ایسا ہی اُنسے پیشتر والوں نے راستی کو جھٹلایا۔ یہانتک کہ اُنہوں نے عذاب الٰہی کا مزا چکھا۔ کہدو! کیا تمہارے پاس کوئی علمی دلیل ہے؟ ذرا بیان تو کرو۔ ہم دیکھیں تو سہی کہ تم بجز ظن کے کسی یقینی اور حقیقی امر کی بھی پیروی کرتے ہو؟ اصل تو یہہ ہے کہ تم صرف اٹکل بازیاں کرتے ہو۔

الٰہ العالمین! تیرے بندوں نے تجھے دل سے چھوڑ دیا۔ اور اپنے مشائخوں اور پیرزادوں کی طرف رجوع کیا ہے۔ آہ! وہ "ایاک نستعین" نہیں کہہ سکتے وہ اپنے مطالب و اغراض میں اُن سے مدد چاہتے ہیں ہاں! وہ اپنے مصائب اور تکالیف میں اُن سے فریاد کرتے ہیں۔

آہ! وہ تو اُن کی قبروں کا طواف کرتے ہیں اور زار و قطار روتے ہیں۔ اور اُن کے سنگ گور کو بوسہ دیتے ہیں۔ اور طالب بنکر اُن سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ یہہ ہمارے مرشد۔ یہہ حضرات مشائخ اللہ تعالےٰ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ اور ہم کو اُسکا مقرب بناتے ہیں۔ اور یہہ وہی شرک ہے جس کو تیری کتاب پاک نے محو کیا۔ اور ان سے پیشتر ایسا کہنے والوں پر عیب لگایا۔ لیکن اُنہوں نے اسکو محرف کیا اور اُسکی تاویل رکیک کی اور اُسمیں تغیر و تبدل کی۔ اور تیرے مخلص اولیاء کی کرامتوں سے حجت پکڑی۔ اسمیں شک نہیں کہ تیری سچی اطاعت قابل کرامت بنادیتی ہے مگر تُو ایسے لوگوں کے اُن اقوال سے کبھی خوش نہیں ہوتا جو کہتے ہیں کہ ہمارے شفیع کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی تمام طاقتیں اور ارواح انبیاء و ملائکہ ہیں۔ اور وہ سب نار سے محفوظ ہیں۔ اور وہ جسے چاہیں سعید بنادیں یا شقی۔ زندگی دیں یا موت۔ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ تُو نے اپنے نبی کو فرمایا کہ اُن کو کہدو کہ میں تمہیں یہہ تو نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ (ہاں! سُن رکھو۔ میں) غیب دان بھی نہیں ہوں۔ میں یہہ بھی کہے دیتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں۔ تمہارے جیسا حوائج ضروریہ کا محتاج ایک بشری ہوں۔ جو میری اطاعت کرو۔ ہاں اطاعت تو اُس کلام پاک کی کرو۔ جو بطور وحی مجھپر نازل ہوا ہے۔ انہیں کہدو کیا تم ایک اندھے اور بینا کو برابر کہہ سکتے ہو۔ (جب وہ برابر نہیں) تو پھر تم کیوں نہیں سوچتے۔

اور اُن لوگوں کو یہہ کہکر ڈرا دو جو اپنے رب کیطرف جانے سے ڈرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک بجز اُسکے ہی فضل و کرم کے کوئی دوسرا سفارشی یا مربی نہیں ہو سکتا۔ جب تک اللہ تعالےٰ ہی کو ہر امر میں اپنا مربی و محتاج قرار نہ دو گے۔ یاد رکھو اتقاء کے مدارج حاصل نکر سکو گے اور کچھ نہ پا سکو گے! حصول اسکے کے لئے یہی گُر یاد رکھو کہ اللہ ہی ہے جو ہمارا ماوے و ملجا ہے۔

الٰہی! حاکم و محکوم کی اصلاح کر۔ اپنے بندوں کے دلوں میں مہر و محبت بھر دے۔ انہیں سعادت و رشد سے بہرہ ور کر!

اے اللہ! اسلام اور اہل اسلام کی امداد امام عادل سے کر۔ اور اسکی دلایل و براہین کو تقویت دے! الٰہی! ہم کو اُن لوگوں میں سے نکر لے! جن کی نسبت تُو نے فرمایا ہے

فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون ؕ

یعنے اُن لوگوں میں سے نہ بنا جو تیرے دردناک عذاب کو

دیکھکر چلا اُٹھتے ہیں۔ مگر درحقیقت قسمت العقب ہوتے ہیں۔ اور شیطان اُن کے بد اعمال کو اُن کے سامنے خوبصورت بنا دکھاتا ہے۔ آمین!!!

اس دردناک فریاد اور زاری کے بعد جریدۂ مذکور لکھتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور اُس شر اور بلا سے آگاہی دیں جو اُمت پر آنے کو ہے۔ اور اُسکے اسباب سے بھی مطلع فرمائیے۔ چنانچہ حضور نے اسکا جواب دیا کہ میں شر کو پہچانتا ہوں۔ تاکہ اُسمیں نہ پڑ جاؤں۔

ایک شاعر نے اسی مضمون کو ادا کیا ہے کہ میں شر کو اسلئے پہچانتا ہوں کہ اُس سے بچ رہوں۔ اور جو کوئی شر اور خیر میں تمیز نہیں کرتا وہ شر میں پڑتا ہے۔ پر شر کی پہچان شر سے محفوظ رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے پس اصل یوں ہے کہ علم ایک ایسی چیز ہے جو سعادت اور شقاوت قوم کا موجب ہوجاتا ہے اور وہ اہم ترین اور ضروری علم علم الانسان ہی ہے جو اشرف الموجودات کہلاتا ہے یہی علم قوموں کی تباہی اور ہلاکت کے اسباب کما ینبغی بیان کرتا ہے۔ اور اسکی ہی طرف قرآن کریم نے ایماء فرمایا ہے قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ یعنے تم سے پیشتر بھی ہمیشہ سنت اللہ یونہی گذری ہے ذرا دنیا پر پھر کر دیکھلو کہ مکذبین کا انجام کیا ہوا ہے یعنے جبکہ کسی قوم میں کوئی نبی اُن کی اصلاح اور تہذیب نفس اور ہدایت کے لیے آیا۔ اور اُسنے چاہا کہ اُن کو اسرار دین سے آگاہ کرے مگر ناعاقبت اندیش قوم نے اُسکو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ کا غضب اوس نبی کی تکریم اور انتقام کے لیئے بھڑکا۔ اور مکذبین کو ہلاک کر ڈالا۔ دراصل یہہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا وجود دو خاصیتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ ماننے والوں کیلئے بشیر ہوتے ہیں۔ اور مکذبین کے لئے نذیر پس اُن کا ظلم و زور۔ حقد۔ فساد۔ بدمعاملگی۔ فسق و فجور ہی ایسے اسباب ہیں جو ان کی ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں۔ اور یہہ امر ہر طرح سے قرین قیاس اور صحیح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہہ ایک لاتحویل سنت ہے کہ وہ ظلم سے کسی آبادی کو ہلاک نہیں کرتا۔ جب تک اُسکے باشندوں کو اپنے عیوب و اعمال پر آگاہ نہ کر دیوے۔ یعنی جب تک اُسمیں کوئی رسول نہ آلے۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پس انبیاء علیہم السلام آکر اُنکے عذرات کو باطل کر دیتے ہیں اور ان کے لئے سعادت کی راہیں فطرت اور الہام صحیح

سے کھول دیتے ہیں۔ اور یہہ بھی ایک الٰہی قانون ہے کہ

وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین فمن آمن واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون والذین کذبوا بایاتنا یمسھم العذاب بما کانوا یفسقون ۝

(جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے مامور من اللہ دو قسم کے خواص اپنے اندر رکھتے ہیں مکذبین اور منکرین کے لئے وہ ہلاکت اور تباہی کا باعث ہوتے ہیں۔ اور مومنین اور موافقین کے لیئے حزن و غم دور کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اور اُن کے لئے مبشر ہوتے ہیں)

الغرض یہہ علم ہے جو آنکھوں کو نور بخشتا ہے اور عقدۂ مالاینحل کو کھول دیتا ہے

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کیا اچھا کہا ہے افضل العلوم العلم باللہ تعالےٰ وسنتہ فی خلقہ۔ بہترین علوم اللہ تعالےٰ اور اُسکے افعال یعنے قانون قدرت کا علم ہے مگر مسلمانوں نے کتاب العزیز کی آیات داشدہ کا جو سراسر ہدایت ہیں ایک طرف اور آفاقی اور انفسی نظائر کا دوسری طرف مطالعہ چھوڑ دیا ہے

الغرض اسطرح المنار کے ایڈیٹر نے قوم کی موجودہ حالت کا چربہ اُتارا ہے

لاریب! قوم کی حالت ہر ملک اور ہر قریہ میں اسی قسم کی ہو رہی ہے جو بتلا رہی ہے کہ تہذیب نفس اور اصلاح حال کے لئے کوئی آسمانی تائیدات سے مدد لیکر آئے۔ منار کا ایڈیٹر اس آنے والے ریفارمر سے بیخبر ہو تو تعجب نہیں مگر اے انڈیا کے رہنے والو! کیا تمنے ایک پکارنیوالے کی آواز کو نہیں سنا ہے سنا اور ضرور سنا ہے۔ پھر تم پر حجت ہو چکی۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ مامور من اللہ سے استہزاء آیات اللہ کی تضحیک خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتی اور جوش دلاتی ہے۔

پس! ابھی وقت ہے پھر غور کرو اور ہدایت کی آنکھ کھولو!!!

یوگنڈا ریلوے کے پلیٹ لے انگ اور سرفیسنگ ڈویژن میں اہل اسلام سب آرڈینینس کا اتفاق

(نمبر اول)

دوستو اجب مرے ایام بھلے آئینگے!
وصل کی گھات ہمیں آپ ہی بتلائینگے

ناظرین خبر بذا میں سے ہر ایک نہ اس بات سے واقف ہے کہ یوگنڈا ریلوے میں جسقدر ملازموں کی فہرست ہے وہ کل تعداد عموماً ہندوستان سے مہیا کی جارہی ہے۔ اور اُسمیں اکثر حصہ پنجاب کے اہل اسلام کا ہے۔ اور یہہ وہ قطعہ ہے کہ اس زمانہ میں بباعث بعثت حضرت مسیح الموعود و مہدی المعہود فی آخر الزمان اپنی نظیر دنیا میں نہیں رکھتا۔ خدا کی برکات اور انعامات اور اُسکی پاک کلام کے حقائق اور معارف اور اسرار کے مخزن ہونیکا فخر اسی حصۂ ہندوستان کو اپنے زمانہ میں ایک خوق العادت انتہا کے ساتھ حاصل ہے جہاں کئی ہزار لوگوں کی تعداد اپنی محسن گورنمنٹ انگلشیہ کی خاطر اس ریلوے کی تعمیر کے لئے آئی تھی وہاں اس رحمۃ للعالمین مسیح و مہدی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب علیہ السلام کے چند ایک خدام بھی اسی سلسلہ میں آگئے تھے اور یہہ محض اہالیان پنجاب پر اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ جیسے اُسنے اپنی رحمتوں کے نزول پنجاب کو بنایا تھا۔ اسی طرح اُس رحیم کریم ذات نے یہہ نہ چاہا کہ جو لوگ پنجاب سے باہر جارہے ہیں وہ اُن انوار سے خالی رہیں۔ اسی لیئے اُسنے اس پاک متن کی ایک شاخ اُن کے ساتھ روانہ کردی۔ اور اُسکا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تعلیمیافتہ اور سلیم الفطرۃ گروہ پر اسکا اثر ایک خوارق عادت پڑا ہے۔ اور جسطرح حکام ریلوے کو ابتدائی حالتیں کچھ عرصہ تک سخت سخت تکالیف کا سامنا ہوا۔ جنگل گنجان کاٹنے گئے پانی کی سخت دقت رہی۔ اور لوگوں کی یہہ حالت تھی کہ اگر کوئی مسافر اُن کے پاس آجاتا اور اُسکو پیاس ہوتی تو وہ جواب دیتے کہ آٹا گھی دال جو چاہو لیلو۔ مگر پانی نہ ملیگا۔ کیونکہ ہمارے پاس صرف اپنے پینے کے موافق تھوڑا سا ہے۔ اور آخر کار اس تکلیف کے بعد پھر وہ زمانہ آگیا کہ اب رستہ صاف ہوتا جاتا ہے۔ پانی کی تکلیف نہیں۔ ٹھیک اسی طرح مخالفوں کی بڑی بڑی مخالفتوں اور دشمنوں کے طعن و تشنیع اور اس جھوٹے سے گروہ اپنی سرتوڑ کوششوں سے ضرر پہنچانے اور اُن کی آبروؤں کو حکام سے خلاف واقعہ گورنمنٹ کا دشمن ہونیکی رپورٹ کرکے خراب کرنیکی سعی سے مشکلات اور مایوسی کے جنگل اس گروہ قلیل کو کاٹنے پڑے۔ لیکن چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل کا ہاتھ ان کے سر پر تھا۔ اور روح القدس کی پاک تاثیرات انکے دلوں کو حقیقی علم اور حقیقی معرفت کی غذا برابر پہنچا رہی تھی۔ اسلئے یہہ گروہ قلیل برابر اپنے کام میں لگا رہا۔ جب سے کہ وہ رستہ صاف ہوا اور کئی اور بھی مسافر سلوک الی اللہ کے طے کرنیوالے اُنکے ساتھ شامل ہوگئے اور جسطرح ریلوے کی خدمات میں صفائی رستہ کی خاطر کتنوں نے جان دی کئی بباعث ناموافقت آب و ہوا ہند کو واپس ہوگئے۔ اسی طرح اس جماعت سے بعض نے اپنی